

Registered No. L. 2650.

شمال اسلام

اگرلی ۱۹۳۶ء

شمالی خاک میں تبلیغِ اسلام کا مرکز
جانبِ سندھ پر افتاب



رَحْمَةُ رَحْمَنٍ حَضِيرَتْ بِوَلَانَاطْرُوْ حَمْدَضَا بِوْيِي اَمِيرِ حَرَّ الْاَنْصَارِ (پنجاب)

Annual Subscription Rs. 1-8-0.

عکار حضرت مسیح انتیقیت قدوسہ لکھدین، الحارین المودین ملائکہ عالم کریمی اور احمد مرکز کے
پیغمبر حضرت مسیح انتیقیت امام محمد بن حسین ولدین بگوی گھنہ اللہ علیہ جاری کیا گی

مجاہب

حزب الانتصار بھیرہ رنجاب

والد کے وین کے مدودگاروں کا گروہ

اغراض معاصر (۱) اندر وی و بیرونی مسیحیوں سے اسلام کا تحفظ تبلیغ و اشاعت اسلام۔

(۲) اعلان و سوسیم باقیاع شریعت اسلامیہ (۳) احیاد اشاعت علم دینیہ۔

(۴) ایجاد اسلام کا نام پڑا داد، دارالعلوم عزیزیہ جامع مسجد بھیرہ بوات مختلف شعبوں نصاب تجھیں پیدا۔

ظرفیت کار تکمیل، دارالتعینین، عرب کالج تعلیم القرآن کے ذریعے اسلام کی پتوں خدمت انجام رہے

وہ تعینین کے ذریعہ لکھ طول و عرض میں اسلامی زندگی پیدا کی جا رہی ہے رام، سالاد عظیم الشان کا لفڑیں

(۵) امیر حزب الانصار، تھین کے پڑاہ سالانہ تبلیغ و تورہ و تسمیہ خانہ در، کتب خانہ زمیں جامع مسجد بھیرہ کی مرث تعمیر

حربے قلعہ دھو بالط

(۶) چو صاحب حزب الانتصار بھیرہ کو کم از کم پانچ قیپے ہائے عطا فرمائیں وہ سرپرست مقصور ہو گئے۔ ایسے اصحاب کرام

جیدہ تھس اسلام میں ہیئت شایع ہوا کیں۔ ایسے حضرات کی سفارش پر کامیں اماں مساجد۔ غرباء یا طلباء

امام جریدہ بلا حاضر جائز کیا جائیتا۔ پانچ پیہے سے کم اور ایک روپیہ سے زیادہ چو صاحب ہائے عطا فرائیں گے

وہ عوادین میں شمار ہوں گے۔ اور انکی سفارش پر بیش اماں مساجد۔ غرباء یا محاس طلباء کے نام رسالہ

جائز کیا جائیگا۔ عوادین کے اصحابی شکریہ کے ساتھ جائزیہ میں درج کئے جائیں گے۔

(۷) ازان حزب الانصار کے امام جریدہ صفت بھیجا جاتا ہے۔ چندہ رکنیت کم از کم چار آنہ اماں یا تین روپیہ بالذمہ مقرر ہے

(۸) عام سالانہ چندہ دینی، دینی تورہ و پریمیقرت ہے۔ ٹوٹہ کارچہ قلنی آنڈ کے لکھ موصول ہونے پر بھیجا جاتا ہے۔

(۹) رسالہ ہر اگر زیارتی مادہ کے پہنچے عشور میں بذریعہ ڈاک بھیجا جاتا ہے۔ اکثر رسائل راستہ میں ٹف ہو جاتے

ہیں جیسی صاحب کو مہینہ کی ۰۲ تاریخ ٹک رسالہ نہ ملے اُن کی طرف سے اطلاع موصول ہونے پر دوبارہ

بھیجا جاتا ہے۔ اطلاع نہ ملنے کی سوتیں میں دفتر ذمہ دار نہ ہو گا۔ تمہرے خط و کتابت و ترسیل زر بسامر

فیصلہ شمش اسلام بھیرہ رنجاب، ہموں چاہئے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

ماہنامہ شامیل سلام

(بھیڑ پنجاب)

معاذن مدینہ
محمد سعید اشدار شد

جلد ۲ بابت ماہ اپریل سال ۱۹۳۶ء مطہر محرم الحرام ۱۳۵۵ھ نمبر ۳

نمبر صفحہ	فهرست محتضامات	نمبر شمار
۱	مکتوب و معظوظ رسورۃ البقری تفسیر	۱
۲	باب الحدیث اسلامی زندگی کا کامل پوگراہ	۲
۳	جوہر ریزے	۳
۴	خودداری و خود سببی	۴
۵	بنا بیت مژوری اطلع	۵
۶	دکن کے اسلامی شیر کی خدمت میں (لفلم)	۶
۷	علمائے شیعہ کی مجتہد اتنگو دو۔	۷
۸	میں ہوں۔ میں نہیں ہوں۔ پھر میں ہوں۔	۸
۹	شیعہ مذہب کی سب سے بڑی عبادت۔	۹
۱۰	سینما اور ٹالکی کا ایمان سونپہلو	۱۰
۱۱	مراتب تخلیق	۱۱
۱۲	استفارہ اور ائمہ جواب	۱۲
۱۳	بھاری ضروری ایبل۔	۱۳
۱۴	کشف التبیین حصہ سوم بمساء اشتافت	۱۴
۱۵	مارچ شمارہ	۱۵
۱۶	حضرت مولانا سید ولایت حسین شاہ صاحب	۱۶
۱۷	(گیا ارد بھار)	۱۷

حکم و موعظت سورة البقر کی تفسیر

**الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ وَلَا يُهُمُونَ الصَّلَاةَ وَ
رَمَادَارَهُ فَنَاهُمْ يُنْفِقُونَ هُدًى**

بویقین کرتے ہیں بن دیکھا اور درست کرتے ہیں نماز اور ہمارا دیا کچھ خرچ کرتے ہیں۔

بعض مصنفوں کہتے ہیں کہ الذین یومنون احمد متفقین کی تفسیر ہے۔ یعنی تحقیق وہ ہیں جن میں یہ صفات پائی جائیں۔

فعل و ماض کا ہوتا ہے۔ فعل قاب اور فعل حوارج۔ سوال الذین یومنون فعل قاب ہے اور باقی افعال حوارج۔ ان دونوں اقسام کے افعال میں سے اہم اور اہمی جیزوں کو اس جملہ میں بیان کر دیا گیا ہے۔ افعال حوارج میں اور اس نہایت ہے اچھر زکوٰۃ اور پھر صدقہ اور اہمیتیں جیزوں کا ذکر کر دیا گیا ہے۔ عبادت یا وقوفی ہوتی ہے اور یا مانی۔ بدین عبادات میں علی درجہ کی عبادت نہایت ہے۔ اور مانی عبادات میں علی درجہ کی عبادت زکوٰۃ سہت۔ چنانچہ حسنور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ نماز دین کا سنتون ہے اور زکوٰۃ قلندرۃ الاسلام یعنی اسلام کا پہلی ہے زیر ترک گناہ بھی نماز میں داخل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں نماز برائیوں اور ربے حیائیوں سے روکتی ہے بس کمال صفات اور حقیقتی وہ ہے جو رُسے اور نالایق کاموں کو چھوڑ دے اور اپنے والائق کاموں کو کرے۔

فعل تلبیا میان ہے اور فعل حوارج منازد زکوٰۃ وغیرہ ان سب پر خلیع یکم و بصیرت تقویٰ ایک شکستہ کو مقدم بیان فرمایا ہے۔ اور تقویٰ کے معنے ہیں رُنگ کرنا اور فعل کو موڑ کر کے جو ایمان اور نماز دن زکوٰۃ ہیں۔ اسرا ہیں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ دل بطریک ایک تختہ کے ہے جس پر فرش کیمیجے مالتے ہیں اور حکایتی خدا و خلائق فاضل مانند تقویٰ کے ہیں جو لوح و لیل نقش ہوتے ہیں۔ قاعدہ ہے کہ اول تختی کو خاہ و قائد اعلیٰ سے صاف کرتے ہیں اور پھر اس پر اپنے فرش جاتے ہیں۔ سوا اسی طرح ہموں اور حقیقت کا فرش ہے کہ ادا وہ ناشائستہ افعال یعنی مذاکی نافرائیوں کو چھوڑ دے۔ بھرا سکے احکام کی بجا آوری پر مستعد ہو جائے۔ یعنی اوس رُنگ بعد میں فعل ببرے کاموں کو چھوڑے بغیر ایمان عمل صاف کاملاں نماز ہیں ہو سکتا۔ جو لوگ نماز تو پڑتے ہیں ان کو برخی عادتوں، ببرے کاموں اور خدا کی نافرائیوں کو زیبی پھوڑتے وہ یہ کہ ہر گز ہر گز حقیقت و پریزگار

بین۔ عبادات کی غرض تقویٰ ہے کہ انسان متqi بن جائے۔ اگر عبادات سے یہ صفت انقاہ میں ہو تو عبادت بیکار اور فضول ہیں۔

ایمان اور غیب کی تعریف ایمان عربی زبان کا مصدر ہے۔ جسکے معنے ہیں مانتا، پتا، دینا، بھجو کرنا، اور دل سے تصدیق کرنا۔ اور اصطلاح شرعاً میں ایمان سے مراد وہ اقرار انسانی اور تصدیق قلبی ہے جو کسی بھی کی تعلیم کی نسبت ولی ارشاد کے ساتھ ظاہر کی جائے۔ مغض تقویٰ اور دوام نہیں کی سمجھتے۔ یعنی بھی کہ بتلاتی ہوئی بالوقت کو ولی ارشاد کے ساتھ مختص نیکی بھی کی بتلاتی پر تسلیم کر لینا ایمان ہے۔ سو ایمان عبارت ہے تصدیق اور ایمان قلبی۔ اور اقرار انسانی شرعاً ایمان ہے۔ صاحب اتفاق کرتے ہیں کہ ایمان تین رکنوں سے مرکب ہے۔ اول تصدیق باہم ایمان یعنی دل سے سچ مانتا دوسرم اقرار بالسان یعنی زبان سے اسکی شہادت دینا۔ سوم عمل بالارکان یعنی اعضاۓ بدن کے ساتھ عمل کرنا۔ سو پہلا درکن تو حمل ہے اور اقرار بالسان عمل بالارکان اسکو لازم ہیں۔ یعنی ولی تصدیق کے ساتھ عمل بھی کرنالازی ہے۔

جب ہو مفسرین کے نزدیک ہیئت وہ چیز ہے جو عاصہ صدر سے غائب ہو۔ اس غیب کی دو قسمیں ہیں۔ ایک نہ جس پر دلیل قائم ہو اور دوسری وہ جس پر دلیل قائم نہ ہو۔ یعنی غیب وہ چیز ہے جس کا اور اک ہمارے ظاہری دوامی واس نہ کر سکیں۔

ارباب تقویٰ کی خصوصیت کو تو گویا قرآن مجید نے ارباب تقویٰ کی اولین خصوصیت یہ بتلانی کر کر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات عالیہ پر ہرگز جزو کو محسنے کیلئے تیار ہو جاتے ہیں جس کو انہوں نے کسی طرف پر بھی موسن دیا ہو۔ اور وہ رسول اللہ کے کہنے اور انہوں سے دیکھنے کو ایک برا بھکیں۔ یہ غراسے استیاز صرف صحابہؓ کا تھا۔ کوہ بغیر کسی دلیل و وجہ کے رسول اللہ کے آگے چک گئے۔ اور اللہ تعالیٰ اپریمان لے آئے۔

جو ہاتھیں ایمان و اعتماد سے تعلق رکھتی ہیں ائمہ متعلق صحابہ کرام زیادہ کریڈ اور چنان ہیں کوئی نہ اسی اہمیت دوستیت نہ۔ بلکہ اجھانی محنت کو کافی سمجھتے تھے۔ انہیں تقدیم نظر و ستوار بصیرت اور غیر قندوشن داناغ نے اولیٰ اسلام میں بھی ایمان و ایقان کے اس نکتہ کو سمجھ لیا تھا کہ عقاید میں طبیعت کی کریڈ اور زیادہ چنان ہیں انسان کو بے عملی اور بالآخر گمراہی کی طرف لے جاتی ہے۔ چنانچہ حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت علیؓ کرم اللہ و جہ فرمایا کرتے ہیں۔

لوکسٹ المغطاء ما اذلت يقتينا اگر دینی ای جا بٹھا دیئے جائیں تو ہم کے لئے قین و انغان ہیں

اٹا فرڈ ہو گا۔

یعنی ہمارے ندویک رسول اللہ کا فرمانا اور آنکھوں سے دیکھنا دونوں برابر ہیں بس جان اللہ ان قدسی صفات بزرگوں کا جہاں کتنا مضبوط اور طایب تھے خیر خواجی قیامت تک کسی بڑے سے بڑے انسان کو ہوا نہیں تک سکتی۔

صحابہ کرام نے اپنے نئین و اذغان اور پاکیزہ طرزِ عمل سے سبق دیدیا کہ مذہب کی بڑی بیانارض اُنکی شناخت ہے جیکو کسی نے دیکھا اور نہ کوئی دیکھ سکتا ہے۔ مذہب کوئی مشاہدہ کی چیز نہیں۔ اسلام کے تمام حکما عقل و فطرت کے طایبی اور مصالح خلائق پر تو ضرور مبنی ہیں گر خلائق صفات الیہ اور خلائق بوتھیزیں مبنی ہیں تو لنا ہر ایک کام نہیں بخل انسان کا اور اک محدود ہے۔ تصور ایسی کی راہ میں عقل انسانی درمانہ اور عاجز دلاچار ہے۔ پس عقل کو مذہب کا حکوم رکھو۔ رسول اللہ کی بتلاتی ہوئی باتوں کو ایسا سمجھو جیسے آنکھوں سے دیکھ رہے ہو۔ اور اپنے فہم و عمل کی بنیاد و صرف فطری جذبات اور ایثار و فدویت پر رکھو یہی صراط مستقیم ہے۔

باریکے سینی اور فلسفیانہ موشنگا فیال کا شاممٰت محسّدی ایمان والیقان کے اس نکتہ اور عقولوں کو مذہب کے اختت رکھتے۔ اگر ایسا ہوتا تو یقیناً مسلمان فرقہ نہ ہوتے اور استسلام میں دینی اختلافات کا بازار گرم نہ ہوتا۔ بلکہ عقل کے بندوں کو کمی عقول اور باریکے سینی اور صاحبہ کرام کے طرزِ عمل سے بہت دور لے جائیں جو سکدی ہے۔ جب کسی قوم کو عقل کرنا منظور نہ ہو تو اسی باریکے سینی اور فلسفیانہ موشنگا فیال شروع ہو جاتی ہے۔ اور ان دین کے عطا یک میں باریکیاں اور خمال آفرینیاں پیدا کی جاتی ہیں اور بال کی کھان لٹکانی جاتی ہے۔ اور ان باتوں کا مقصود یہی ہوتا ہے کہ کسی نہ کسی طرزِ عمل سے سختی مل جائے اور یا مذہب کی تمام چیزیں ہماری عقل میں آجائیں۔

جن لوگوں کی اولین ضمومیت قرآن مجید میں یہ بتاتی گئی تھی کہ وہ عقائد کے بارے میں تسلیم و رضا سے کامیں اسی آج ان کا یہ حالت ہے کہ ہر شخص ارسٹو افلاطون بننا ہوا ہے۔ ہر مخدود بیدین اپنی عقل کے دلچسپی گز سے خدا کی لا الحمد و صفات اور خلائق بوت کو ناپ لینا چاہتا ہے اور ہر شخص مذہب کو اپنی عقل کا حکوم بنالینا چاہتا ہے۔ جسی تو ہر طرف سینی اختلافات کا ہستگارہ برپا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ بڑے بڑے ملاحدہ اور زناد قبیدا ہوئے۔ دین کے بارے میں تعق اور باریکے سینی سے رسولخواصے اللہ علیہ وسلم نے ہمیں عنی سے روک دیا تھا اور ناگید وہ بذیت کر دی تھی کہ باریکے سینی سے کام لینے والے ہلاک ہوئے۔ بلکہ مسلمانوں نے اس کی کچھ پرواہنی کی اور انہوں

نے دین و داد کے کام کرنے والے اڑا دیئے۔

اقامت صلوٰۃ صلوٰۃ کا لفظ عوی طور پر دعا اور رحمت کیلئے استعمال ہوتا ہے۔ مگر قرآن حکیم نے اور رسول اللہ کے طرز میں نے اسکو ایک خاص اصطلاحی معنوں کیلئے مخصوص کر لیا ہے یعنی انسان کے معنوں میں۔ اور اقامت صلوٰۃ کے معنی ہیں تقدیم ارکان اور ظاہری و باطنی فرائض و آداب کو منازع میں مخوندار کھانا۔ یعنی مسلمان کو چاہتے کہ وہ منازع پر مد اورست کرے، اسکی پابندی اور حفاظت کرے۔ اور کمال یقینی اور دلی دھیان و توجہ کے ساتھ اسکو ادا کرے۔ اسپنی کسی طرح کی سنتی و خل نہ سائے درے۔ وہ منازع پر مختہ وقت سمجھ لے کہ میں اسوقت خدا کی حضوری میں ہوں اور اس سے ہمکلام ہوں اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمان برداری کیلئے اپنا جان و مال سب کچھ قسم بان کر دے۔ یہ متفقین کی دوسری خصوصیت ہے۔

النفاق فی سبیل اللہ صفت کے اہلی ممعنی ہیں کہ مال سے ہاتھ لٹکاں دیا جائے۔ متفقین کی تیسرا صفت ہے۔ یعنی متفقی وہ ہیں جو اپنی ہر چیز اس کی راہ میں خرچ کر دیتے ہیں الملاع فرقان میں عام ہے۔ اہلیں الملاع واجب اور الملاع مندوب دونوں داشت ہیں۔ زکوٰۃ ہو یا ذاتی خرچ اور یا جہاد میں خرچ کرنا۔ سوال الملاع فی سبیل اللہ کے ممعنی ہوئے ہوئے کہ متفقین اپنا جان و مال سب کچھ خل و حریت کیلئے قدر بان کر دیتے ہیں۔

یہ صفت اور خصوصیت صحابہ میں بدرجہ اقتضام موجود تھی۔ انہوں نے اسلام کی بیان آواز پر اپنا حق من دھن سب کچھ قدر بان کر دیا۔ انکی مانی قربانی کی بیانیت یہ تھی کہ رسول اللہ کو جنگ کیلئے روپیہ کی ضرورت ہوتی ہے حضرت ابو بکر صدیقؓ جانتے ہیں اور سب کچھ لا کر نذر رسالت کر دیتے ہیں۔ اور جانی قربانی کی یہ کیفیت تھی کہ اللہ کی راہ میں مرے وقت انکی زبان پر آخزی کلہ یہ ہوتا تھا کہ حضرت درب الکعبہ یعنی رب کعبہ کی قسم اب میں پنے مقصد میں کامیاب ہو گیا۔ وہ اسلام کے پر دانے ہمیں ہنس کر پنی جانیں ذرا کرتے تھے اور کہتے تھے

جان دی، دی ہوئی اسی کی تھی حق توجیہ ہے کہ حق ادا نہ ہو۔

ضروری اطلاع۔ ایک صاحب "فضل دیوبند" تعلیم و نوریں کے ۱۶ سالہ تحریرہ کار و ماہر مسلم ملازمت کے متلاشی ہیں۔ اگر کسی صاحب کو انکی خدمات کی ضرورت ہو تو برآہ کرم بھٹے خداو کتابت کریں۔
ارشدمعاون مدیر یونیورسٹی اسلام بھیرو دبجا ب

باب الحدیث اسلامی نہ کی کامل و گرام

(۱۱) وَأَعْمَى الْعَيْنَ الصَّلَاةَ بَعْدَ الْهُدَىِ (حدیث)

سب سے پڑھ کر انہاں پر وہ گمراہی ہے، جو ہدایت کے بعد ہو جائے۔

اسلام کہتا ہے کہ انسان کی فطرت میں نیکی ہی نیکی ہے۔ وہ خصائص فطرت کے لحاظ سے خالص دکام نیکی ہے، اور اسیں خیر کے سوا کچھ نہیں۔ اسیں جس قدر برائی آتی ہے، وہ اسکا کسب خارجی ہے۔ انسان کی ہیں فطرت اسلام ہے۔ صحیح مسلم کی ایک حدیث مشہور ہے کہ کچھ جب پیدا ہوتا ہے اپنی اسی ہیں اور سب سے میں فطرت پر پیدا ہوتا ہے۔ پھر باہر کی ہوائی آبائی اثر اور سوسائٹی اسکی ہیں فطرت اور اندر کی روشنی کوئی و بالا کرنے ہتھی ہے اور پھر ہودی یا ضرر ایسی ہو جاتی ہے۔ گویا یہ ایک ضمای اور غیر فطری عمل ہے۔ اگر ایک انسان مسلم ہے تو سمجھو وہ نی اس فطرت پر قائم ہے، اسکی فطری روشنی نور دے رہی ہے۔ اور اگر اسکی فطری روشنی کو اش پذیری کی ہوائیں بجادوں اور اسکی ہیں فطرت مسخ ہو جائے تو اس کے منظہ ہیں کہ اس نے ہدایت کے بعد گمراہی خریدی ہے اندھا پات ہے۔

شرائیں الہیہ کا نزول اسی نئے ہوتا ہے کہ انسان نے خارجی ضلالت کا ہورنگ اپنی فطرت پر پڑھا لیا ہے، وہ دور ہو جائے اور اسی ہیں روشنی پہنچ اٹھے۔ یا یوں سمجھو کہ اسلام قبول کرنے کے بعد اسے اخراج کرنا اور الحاد و زندہ بقیت اختیار کرنا، ہدایت دے کر ضلالت گمراہی فریندا ہے جو اندھا پات اور گمراہی ہے۔ انسان کے سامنے راہ ہدایت کیلئے ہوا اور اسلامی احکام اسکی رہنمائی کیلئے موجود ہوں۔ گراں کو کچھ نظر نہ آئے۔ ہوا ذہس کا بندہ بن جائے۔

(۱۲) وَخَيْرُ الْأَعْمَالِ مَا نَفَعَ

عملوں میں وہ عمل اچھا ہے جو نفع دے۔

جانشنا چاہئے کہ ہمارا مطلوب یا تو سی چیز کا مطلوب ہوتا ہے یا عدم اور ان میں سے ہر ایک یا تو مطلوب نہ ہو نہ اس سے یا مخلوق بغیرہ اس طرح مطلوب انسانی کی پارٹیں بیباہوئیں۔ اول وہ جس کا

وجود مطلوب لذات پر ہوا سکانا نام نہیں ہے۔ دوسری وہ وجود مطلوب بغیر ہوا سکانا نام نافع ہے تیسرا وہ جبکا عدم مطلوب بغیر ہوا سکانا نام موزی ہے۔ عدم مطلوب لذات پر ہوا سکانا نام شر ہے، اور پوتی وہ جبکا عدم مطلوب بغیر ہوا سکانا نام موزی ہے۔ اب جان لینا چاہتے گرتنے والانی کا مطلوب وہ حالت ہے جو اسکی ابادی بقا اور اسکی اصلاح کا سبب ہو؛ درد دوسری قوتیں کا مطلوب وہ چیزیں ہیں جو لذت کا باعث ہوں اور نفس کے نقصان کا سبب۔ اب انسان رُنف ہے کہ وہ ایسے اعمال و افعال سے پہنچ جاؤ سے مزدیسے والے ہیں۔ انسان اس ضرر سے کیسے نجیگانہ ہے؟ سنو:-

جب انسان کوئی محبوب در غرب ہیز جائی ہو تو اسے خوشی اور لذت محسوس ہوتی ہے جو بر انسانی کی محبوب و مرغوب چیز ادا کے خایابی موجودات اور مجرودات کے حالات سے مطلع ہونا ہے اور ان کا قریب حاصل کرنا ہے۔ انکا ادا کا نفس انسان پر کیلئے لذت و خوشی کا باعث ہے۔ چونکہ نفس ایک باقی رہنے والی لذت و خوشی ہو گی۔ جو لذات جسمانی چند روزہ، فانی اور منقطع ہوتی ہیں اسکے حصوں سے بھی نفس کو لذت و خوشی حاصل ہوتی ہے۔ مگر انی حد سے زیادہ الفنت و رغبت کے باعث انکے جانتے رہنے کے بعد سخت درجہ دالم کا سامنا ہونا ہے۔ پس اس تفہیل سے یہ بات ثابت ہوئی کہ علوں میں عمل دہی اچھی ہے جو بغیر فانی اور غیر منقطع ہو اور وہ کوئی نأمل ہے جو اللہ تعالیٰ کی معرفت، اور اسکے احکام کی ادائیاً طاعت۔ جو نیک عمل مخفی خدا تعالیٰ کی زندگانی و خوشی کے لیے کیا جائے اور ہی دین و دنیا میں نفع دیتے والا ہے۔ اور جس فعل و عمل سے مخصوص خدا اور خدا کے رسول کی اطاعت و خشنودی نہ ہو اور بے کار الغوا اور ضرر رسان ہے۔

وَخَيْرُ الْهُدُىٰ مَا أَتَيْتُ (حدیث) (۱۳)

بہترین روش وہ ہے جس پر لوگ چل سکیں۔

قرآن مجید اس اصل کو بیوں پیش کرتا ہے۔ لفظ کان لکم فی الرسول اللہ امسوا حسنة
یعنی اسے لوگوں تھمارے لئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں کامل نور موجود ہے۔ بنی نواع انسان
کے لئے حضورؐ کی سیرت اپنے اندر اعلیٰ نور رکھتی ہے اور انسانی فلاح و بخات کا داد دزد یہی ہے۔ آپؐ
ہمایکی روشن اور سیرت دنیا والوں کیستہ اعلیٰ نور ہے۔ کبود دنیا کے تمام بانیان نداہب میں صرف
حضورؐ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت میں ہی تاریخیت، جامعیت، اکالیت اور عملیت پائی جاتی ہے۔ پس
حضورؐ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں کی روشن روشن دو بہترین روشنیتے جس پر چل کر انسان دین و دنیا میں کامیاب

و بار اراد ہو سکتے ہیں۔

(۱۴) وَ شَرُّ الْعَيْنِ عَمَّى الْقَلْبِ (حدیث)

بہترین کوری دل کی کوری ہے۔

مذہب انسان کی فطرت میں داخل ہے اس لئے وہ اہام ربانی کے آگے سر جھکانے پر مجبور ہے۔ دنیا میں انسان کو سکون والی بینان صرف اسی صورت میں مل ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو وحی الہی کا پابند بنائے اور باب علم و فضل کا فرض ہے کہ وہ کتاب الہی کے درس و فکر سے اپنے دل و دماغ کو روشن کریں، آزادی الہی کو آؤزینہ گوش بنائیں اور عظوظ تذکیرے ان میں نئی زندگی پیدا ہو۔ اسی کاتانام دل کی روشنی ہے، جو ارباب ایمان و صلاح تعلیم خلق کے آگے اپنی گردیں حم کر دیتے ہیں وہ روشن دل ہیں اور وہ فطرت سیم کے مالک ہیں۔

دل خوبیہ دار علم و حکمت ہے۔ تقدیر قربو بیت، سکی اصل فطرت ہے اور اسکی روشنی خدا کی محبت و معرفت ہے۔ جو لوگ تعلیم خلق کے آگے گردنیں نہیں کرتے الجھی قتوں پر غفلت و تباہ کا زبردست فضہ ہے اور جو تعلیمات ربانی سے اڑ پڑ رہیں ہوتے انہوں نے اپنی فطرت والی کو مسح کر لیا ہے اور اسکی دل کی روشنی بچ چکی ہے۔ اس پر نسلت و تاریکی چاہکی ہے۔ یہی دل کی کوری سے کامان و عظوظ تذکیرے اثر پذیر ہو کر تعلیم خلق کے سامنے اپنی گردی حم نہ کرے۔ یاد و سرے لفظوں میں یوں سمجھو کوہ اگر قرآن کی آیات بینات قلوب واذیان پر کوئی اثر نہ ڈالیں اور دل کی حق بات قبول کرنے کیلئے تیار نہ ہو تو یہ دل کی کوری ہے۔ اللہ تعالیٰ اہر مسلمان کو اس اندھیں سے محفوظ رکھے۔ دل کے اندر ہوں پرانشکی لعنت نازل ہوئی ہے۔

افسوس صد هزار افسوس کہ وہ مسلمان جہوں نے قلوب انسانی کو معرفت الہی کی روشنی بچنی اور جہوں نے پنے علم و عمل سے دنیا کو بقعد نور بنا یا، وہ آج دل کی کوری میں مبتلا ہیں۔ وہ کوران تقدیم کاشکالا ہیں اور تحقیق و اجتہاد کا دروازہ بند کے سبسم اللہ کے گنبد میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ کاش اس ارشاد رسولؐ سے اسکی آنکھیں کھلیں۔

(۱۵) وَ الْيَدُ الْعُلَيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلَةِ (حدیث)

بلند ہا تھبست ہا تھے بہتر ہو تاہے۔

یعنی وہ تم جو اتفاقی فی سیں اللہ میں اٹھے وہ اس ہا تھے بہتر ہے جو بچی و نجیس سے شل ہو۔ وہ سر

متفہ یہ ہیں کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والا ہاتھ سائل کے دست سوال سے ہترہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے زادیک سیکو ہاری یہ ہے کہ پہنچ جو بے مال کو رشتہ دار دیتی ہوں، مسکینوں، مسافروں، اسالکوں اور علاموں کے پھر جانے میں مرد کیا ہے۔ اپنے مال سے غزار، قوم کی پرورش اور حاجتمندوں کی کاربرداری ہوتے بڑی نیکی ہے۔ مانی قرائی متفقین کی حضوریت ہے۔ اور بخشن و امساک، اخود غرضی، حب دنیا اور بے رحیمی وغیرہ بدترین اخلاقی رذیلہ ہیں کہ پس مسلمان کا فرض ہے کہ وہ حشوں دولت میں سرگرم رہے اور پھر ہو دولت اپنی ذاتی ضروریات سے بچے وہ قوم کی نشد ن وہیوں میں سرف رہے۔

بولاگ کوئی ذریعہ معاش نہیں برکت اور ماہنگ کر گزارہ کرنے کے عادی ہیں، ان میں سے صفت نقویٰ بخت و شجاعت اور ویگا حسن لاقی فاضلہ در خصائص محمودہ شائع ہو جاتی ہیں۔ انکی مبتیں پست ہو جاتی ہیں۔ بسا اوقات عیاشی ان کا ہریشہ ہو جاتکے ہے۔ عیش و آسائش اور آرام الیکی میں اسکے رگ و ریشیں سریت کر جاتی ہے۔ ان امور کو مد نظر کر چنور سے اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو گدگاری کرنے سے منع فرمایا کہ مہادا وہ فبرات و صدفات پر بھروس کر کے تھیں کمالات اور کسب معاش میں سُست نہ ہو جائیں، اور دینیہ کے عادی ہونے سے بخت اول نہیں اور زندگی مذلت کے طالب بن کر ذلیل و خوار نہ ہو جائیں۔ اسی لئے چنور نے فرمایا رینے والا ہاتھ یعنی واسی سے اچھا ہے۔ اگر اس پر باز ٹکڑت فرمان پر دینے والے اور لیئے والے دونوں خور کریں اور اس پر عمل پیرا ہوں تو چند نوں میں رحم سوال و گدگاری جہاں سے اٹھ جائے۔

۱۶) وَمَا قَلَّ وَكَفَىٰ خَيْرٌ مَّا كَثَرَ وَأَلَّا هُنَّ

محتوا اور کافی مال اسی بہنات سے اچھا ہے بوجلت میں ڈالنے۔

یعنی وہ مال کی بہنات بوانسان کو حدا اور حدا کے رسول سے غافل کر دے، بجا کے مذاکی رضاہندی و خوشنودی حاصل کرنے کے لفظ و شیطان کی تابعداری سکھائے اور عیش دار، مکابرہ بنائے۔ اس سے ایسا شفعت سماں کافی ہے جو اسکی ضروریات زندگی کو کفایت کرتا ہو۔ چنور کا ایک ارشاد ہے کہ اراداری، میں کی لکڑت سے نہیں بلکہ دل کی آسودگی سے ہے۔ مناسب یہ ہے کہ مسلمان اپنی اور متعلقین کی ضروریات سے اور دنیوی مصالح سے کامنے سے جس قدر مان کی حاجت ہو، اتنا نور کوئے اور باتی فی سیل اللہ خرچ کر دے۔ لکھر کا غائب مال کی لکڑ سے مسلمان کا فرض اولین ہے۔

جو حکیم ہے

(۱) اذ پسید رموزی صاحب،

(۲۰) شرطِ بیعت والے لوگوں کی باریاں ختیار کرتے ہیں اور اسکی خوبیوں سے احتراز رکھتے ہیں (الفاظوں)
 (۲۱) کبھی اس بات کو زوجو کو بخشنے امر ارض کتابوں نہ کئے ہیں جس ایک سوا اور کوئی بیساری دنباہی نہیں ہے کیونکہ
 بہت سے امراض ہیں کہ بلاعے آسمان بکر کا نازل ہوتے ہیں (دین الدولہ)

(۲۲) اگر بدانتہ ہیں کوئی ایسا کاشا بچھا ہو جو آدمی کو شست میں گردگی اور رصف انجی باہر ہے تو یہ حیال نہ کرنا چاہئے کہ تھے
 کمال ی تو اسکے بیکن ہے وہ فوشی جائے اور باقی حصہ بغیر شترک کئے نکل سکے (ایضاً)

(۲۳) لباس اس فتحم کا ہے بہت چاہئے جسکو عوام اور جاہل دیکھ کر حسد نہ کریں اور اعلیٰ طبقہ والے تم کو خیرہ بھیں (ایضاً)
 (۲۴) جملی نفسانی خوش اسکی عقلي پر غائب آجائیں گی وہ رسوا ہو گا۔ (سفراط)

(۲۵) جن شخص کو دنیا کا فانی ہو نامعلوم ہو گیا ہو اسکی بابت سخت تعجب ہوتا ہے کہ پھر دنیا سے غیر فانی چیز یعنی آخرت سے
 کیوں کر خالی و بے پرواہ بنادیتی ہے (ایضاً)

(۲۶) چھڑا دی ہمیشہ رنجیدہ اور قہرور رہتے ہیں (۲۰)، کبینہ ور (۲۱) حاصل (۲۲)، بیناد و تند (۲۳)، ففتر سے ڈریوں الاماں (۲۴)
 وہ، کسی مرتبہ کا طالب جو اس رتبہ تک نہیں پہنچتا (۲۵) اور ادیب لوگوں کا بے ادب ہمیشہ (دین الدولہ)

(۲۷) عقليں خدا کی دی ہوئی ہیں اور علوم اپنی محنت سے حاصل ہو نیوال چیزیں ہیں (دین الدولہ)
 (۲۸) انسان اسوقت تک کام نہیں ہوتا جب تک اس کا ثمن اس پر اختداد نہ کرے لیکن اگر اسکی حالت یہ ہو کر دوست

بھی اس سے بے خوف نہ رہے تو اسے کمال کیوں کر جائیں ہو را (ایضاً)

(۲۹) عقلمد کو جاہل سے بول باتیں کرنی چاہئیں جیسے کہ سبب بہار وہ سے باتیں کرنا ہے (ایضاً)
 (۳۰) خوش اخلاق ہمیشہ فوش و خورم اور مسیبت سے بچا رہتا ہے (ایضاً)

(۳۱) عورتیں گنیبر کے درخت کی مشابہیں دیکھنے میں فوٹھا اور دلخرب گر کھاؤ تو زہر قاتل (ایضاً)
 (۳۲) غور کا وصف مدارے پاک کی محبت دل میں پیدا کرتا ہے (فٹھا غورث)

(۳۳) خدا کی محبت اسکے پسندیدہ کاموں کے کرنے پر راغب کرتی ہے (ایضاً)

(۳۴) خدا کے پسندیدے ہوئے کام کریں کیا تیجو قرب الہی ہے اور خدا کی نزدیکی فوز و جنات کا دلستیدہ ہے (ایضاً)
 (۳۵) برا کام پوشتیلا و نثار بر کسی ملک میں بھی رکڑا اگر تم اپنے نفس سے خود شرمنہ ہو تو یہ بات پاہست اس کے لحاظ میں

خودداری خود بیسی

تو اگر خود دار ہے منت کشیں ساقی نہ ہو۔ عین دریا میں جب آسانگوں پیمانہ کر
ذمہب اسلام جو ایک عالمگیر ذمہب ہے اُس نے ہمارے سماں کو تو پانچ کاروس دیا ہے وہاں بنا یائے تھے
ضروری اور اہم احکام سے خودداری بھی سکھائی اور اسلام کو بتلایا کر دے، سپنے و مانع کو اس قدر عافی رکھ کر، سکی کروں
دنیا کے بڑے بڑے فروع اور تاریخ کے سامنے جعلنے دیا۔ عالم کے دنیا بھی اقتدار رکھنے والے اُسکی استان
بوسی کریں گے اُسکے دل میں ذرا بھر بھی خیال پیدا نہ ہو کیونکہ اُس مدنی اتنا نے الہ دنیا جیتنے و طالبہ اکلاں
فرما کر دنیا بھی امتیاز کو فاکٹری ملادیا اور اعلان فرمایا کہ طالب المولیٰ کامل و طالب الدنیا جاہل۔
لیکن عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ خودداری کا معنے خود بھی ہے جو نکبر و غور کے متراوٹ ہے۔ گمراہ صرف غور
اور فلاحت واقع ہے بلکہ ہر ذمہبی عقل و ذمہبی ہوش انسان سے کسوں دُور ہے۔ عز و فخر و نکبر و نتارا بیس کا شعار ہے
جس نے سیدہ آدم علی اسلام کے سامنے سرخم ذکر کے باعث نہام دنیا کے فرخوں کی بیری و سجادگی مانی
کی۔ اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بارگاہ لمبیں لے علیک لعنتیٰ ایں یوم القیوم کا میڈس وصول کرتے ہیں
رانہ دو گاہ ہوئے

نکبر عیزازیل را خوار کرد بزندان لعنت گفتار کرد

غرضیکہ نکبر کی حقیقی مذمت کی جائے اُتنی بجا ہے اور خودداری کی جس قدر تعریف و تو صیف کی جائے اُتنی
صحیح اور واقع کے مطابق ہے۔

آہ ہماری فحشت کی تاریخ اور مقدار کی سیاہی کہ ہمارے ہندوں پاروں طرف سے روشنی رو نہ ہے۔
اُن غلامی کی ذہینت سے ہمارا جذبہ خودداری بھی ہوا ہوا۔ اور ہم نے ایسا ہی سماں کہ ہمارا باعث تخلیق غلامی ہی
غلامی ہے اور ہمیں صفوہ عالم پر معرف اس لئے معرض وجود میں لا یا گیا کہ ہم دنیا کی قوموں میں غلام بن کر اپنا وقت عزیز بر کریں۔
اور ہماری دارا ولی فنا ہو جائے جس پر ہماری آخوت فلاں مختصر ہے اور ہمیں دبھے کہ خدا نے قدوس نے ہمیں جود عمار
سکھلانی اس میں ہماری تین دنیا کی درخواست تھیں آخڑہ پر مقدم فرمائی اور اعلان فرمایا کہ مئیں کان فی عینہ اُنمی فکو
فی الْأَخْيَرَةِ أَعْمَلُ دَأَصْلُ سِيَّلَةٍ

کیونکہ دار آخوت اُس عرصہ کا نام ہے جس میں انسان کو اعمال کی جرنائی گی جب اس دنیا میں ہمارے اعمال
بھی نیور و جود سے آر استہ پر استہ نہیں ہو گئے تو پھر جو اس کی جیز کی ٹے گی جب اسی میں جو جو دنیں تو پھر تجویز کیے مرتب
ہو جب محنت ہی بیست دنابو ہے تو پھر اجرت و لفظ کی کیا المید؟

کیا مسلمان ان عالم کو محاچہ کرام کے وفادوار شاہزادم کی گفتگو اور ساری کیفیت بھولی چکی ہے۔ کیا انکے دل میں کسی کارگب طاری ہوا۔ کیا اُس وقت انہوں نے خود داری کو اپنے ہاتھوں سے جانے دیا؟ کیا پھر اپنے پڑوں اور پیٹ پر پھر باندھنے والوں کے قلوب کسی دربار کے جاہ و عالی سے مرعوب ہوئے۔ جیسیں اور یقیناً نہیں اُس کے دامغ میں اگر کوئی حقیقت کا جلوہ موجود تھا تو صرف خشیتِ اللہ ہے۔

اس کا باعث صرف یہ تھا کہ ان قدوسمیوں کے دل زیور ایمان سے مزین تھے۔ اور وہیں گرداست تھے لیس فی الوجودِ اللہِ عزیز کے سوانح میں موجودات کو سیچ اور لاشیِ حض اذ عان کرتے تھے۔

او مسلمانو اگر کوئی ہونفت کو پھر اپنے ہاتھوں میں بینا چاہتے ہو تو اس آڑے و وقت میں بھی اسلامی ادا شان کو برداشت کرنے ہوئے خود داری کو اپنا شعار بناؤ۔ اور جنی الامکان اُس آفایے نامدار رسول عربی کی اتنی کو اپنا فرض سمجھئے ہوئے عمل اُس کا ثبوت دو۔

بچائے اسکے کو تم اپنی مرادیں اغیار سے مانگتے ہوئے کسی عاجز اضافان کے سامنے دست سوال دراز کر اُس موتزِ حقیقی اور قائمی الحاجات سے مانگو جس نے تمہیں نیست سے ہست کیا اور عدم سے وجد میں لایا۔

خداوندان لندن سے فرا پروردگار اچا

کیا کسی مسلمان کی غیرت یہ برداشت کرنے ہے کہ وہ قرآن کریم پر ایمان رکھتے ہوئے منیجیب المضے اذاد عالک و پیشافت السوء کے خلاف عمل پیرا ہو اور کسی مسلمان کی حیث برداشت کریںکے لئے تیار کروں کارب کلکھلے الفاظ میں اپنی صادق کلام میں وعدہ فرمائے اجیب دعوۃ الداع اذاد عاد اور پھر وہ اس پر اعتماد نہ کرنے ہوئے اغیار کے داسطے اپنے تو قفارت کو عالم ظہور میں لائے گئے۔

احسان ناخدا کا احتیاطے میری بلا

کشی خدا پر چھوڑ دوں لئگر کو توڑ دوں

نہایت ضروری اطلاع

آج ہب کوئی جلسہ نہیں کر گھرست مولانا ظہور احمد صاحب گوئی امیر حرب لاٹھ نصار و مدیر سخول جریہ شہرِ اسلام بعرض ادائے فریضہ جم جما مقدمہ تشریف لیکے ہیں، امید کہ حضرت مدحی اپریل کے آفیں و پس تشریف لائیں گے لیکن بہت ممکن ہے کہ واپسی میں تغیر و تہو جائے۔ فہمہ بجا حضرت، نوٹ فرائیں کر ماہ میں کار سال اُمگی دیسی پریس ہو گا بصورت دیگری و جوں کار سال اکٹھا شایرا کیا ہے۔

دکن کے اسلامی شیر کی خدمت میں

(اذ مو لانا ز ہیسر)

ہاد تجھ پر سلام اے شاہ شہید اہ طیوں لطیف اے شیر دکن
 آغوش پدر میں پین سے اب سوتا ہے تو پہنچ کفون
 آزادی کی اپنی آن رکھی ناموس وطن کی شان رکھی
 غیرت سے نہ اپنی جان رکھی لاظڑ کے ہوا فتربان وطن
 ناموس نبی جانے نہ دیا عزت پہ بھی حرف آئے نہ دیا
 دل رزم میں تکبر نہ دیا جب کانپ رہا تھا سورے ران
 ہیبت سے تری لزاں تھے عدد خیز تھا ترا عد اکاں گاؤں
 تھی دھاک تری بیٹھی ہر سوچتے تھے تھے شاہان زم
 بھی پشت پتیری فوج گراں دشمن کو تھی تاپ رزم گھاڑیں
 خبری یہ تری بھلی کالماں کرتے تھے سپہداران گھر
 تھاہند کو بھجے سے عز و شرف نازاں ہوں سلف تھا تو وہ غافل
 تھے تھے سے مسلمان شیع بگفت ای خیز سلاطین شیر دکن
 بد خواہ حسد سے جلنے لئے پھر مند میں قشی ملنے لئے
 جب تیرے رسائے جلنے کے سحر اکو ملتے رشک بھیں
 وزراء ریاست نے کی دغا آر کمان حکومت نے کی جفا
 قربان ہوئے ارباب و فارے کشند دین مظلوم ہر بیٹھیں
 ہو تجھ پر ہزاروں لاکھوں سلام آیا ہے زیر اب لے پیام
 ای عاشق دین محمد وح انا م ای ماہ پین سلطان دکن

۱۰۔ ہب سلسلہ ان شہیدیں ناٹک دادیوں سے گذرا ہم تا تو یا نظر آنا خاکو یا ایک دس سو ستم ہا الہ زار پھولا ہوئے۔

سکرخ پکڑیاں اور شیر کی بہریں ہاکوت سچی ہیوں کا فوج ہبلاں نقا۔

علماء کے شیعہ کی حجتہ دانہ تک و دو

(از خان زادہ غلام احمد خان علی مبلغش)

مرزا ظریعت حسین نام کھنوئی حوالہ اکم شریعت کو رم جس کے فخر القاب حب ذیل ہیں:- سلطان الاول اعلیٰین شمس الماعلین۔ سیف المذاکرین۔ فخر المذاکرین۔ استاد الاول اعلیٰین۔ مولانا وقبلہ۔ محمد زالا فاضل۔ ملا فاضل۔ دیر کمال۔ ضیغم سرحد۔ وغیرہ نے پاکٹے سائز کا ایک رسالہ بنام دخیر و شر، شائع گر کے بزعم خود اُسکی لا جواب بخوب کر شیعوں میں خوب نام پیدا کر لیا ہے۔ اور اُس میں ۵۰ طبقے اور دخیر و شر کے ذہر یہ اتفاق کا دریہ اُنہوں اُنہوں نے چھوڑ دیا ہے۔ یہ شیعہ میش کا پہلا بزم ہے۔ جو مقام پارہ چمار کو رم سرحد سے شائع ہوا۔ اور دوسرا بزرگ شکن سے مو سوم کیا گیا ہے۔ ہر دو میں خدا معلوم کوئی مصلحت کو مد نظر رکھا گیا ہے۔ کہ تاریخ اشاعت ندارد۔ الغرض مارعہ اپریل ۱۹۷۵ء کے اندر اندر گندہ دہنی کے جرا شیم کو چھیلانے میں ان ہر دو رسالہ جات کے ذریعہ سے خوب کام لیا گیا ہے۔ جن کے جوابات ایک علیحدہ رسالہ میں انشا اللہ عنقریب پیش کش کر دوں گا۔ فی الحال فقط اس قدر بعزم حال کرنا چاہتا ہوں ۵

شیعہ کے شیطان بدلے ہزار ٹوہنیکر دلعت بخود بار بار

بعینہ اسی کے مصدق اور اصحاب نے جو کچھ افشا یاں کر کے زور قلم دلکھ لئے ہیں وہ سب کے سب اُس کے اور پلٹ جاتے ہیں۔ اگر اُس کے دلائی درست اور استہرار ہو جائے تو میں **کلم الفاظ میں شیعیان سرحد و پنجاب کے درخواست کروں گا کہ وہ غور سے سنیں اور اپنے گزیریاں میں مسٹ ڈال کر نہ کوہہ دسٹ** صفت و کموجو غیر۔ اطہان اور ضیغم سرحد سے دریافت کر کے اپنے ایمان کو تازہ کریں کہ قبل صاحب عالم شریعت قوم شیعہ یہ کیا سادہ لوگی آپ سے ظہور میں آئی ہے۔

امام باقر فرماتے ہیں۔ ان فی بعض ما انزل الله من كتبه اتی انا الله لا اله الا انا خلقنا

الخير و خلقت الشر افظو بی لمن اجریت علی یہی الخیر و ویل لمن اجریت علی یہی الشر

ویل لمن یقول کیف ذا و کیف ذا

ابی عبد الله قال قال الله عن وجہ انا الله لا اله الا انا خلقنا الخير والشر ذھب فی

لمن اجریت علی یہی الخیر و ویل لمن اجریت علی یہی الشر و فی ای لمن یقول کیف هذار کافی

ہر دو شیعوں کے مسلم امام نبی و رشر خدا کی طرف منسوب کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ خدا و رشر کا اجر اخدا کی طرف سے ہے اور یہ ہر دو امور اسی کے ہاتھ میں ہیں۔ افسوس اور تباہی اور دوزخ کی گہرائی اُس بد سمعت کیلئے ہے کہ جو اسے سکھلئے جوں وجہ اکتا رہا کہ یہ کام کیوں ہوا اور وہ کیوں ہوا۔ میں کہتا ہوں کہ اس معاملہ میں شیعہ ہر طرف سے معوٰ شیعہ ولوی مخصوص ہیں۔ اگر دو ماہوں کی تقدیق کرتے ہیں تو سارے اقبال شیعوں پر پڑگیا اور یہ سارا ایک دو دعویٰ بھیرا۔ اور اگر انکار کرتے ہیں تو بقول حضرت جعفر (و م ا) اسکر فتنہ کا فراز کافرین جاتے ہیں۔ اگر تقدیق کا عذر دیش کرے تو وہ بھی غلط کیونکہ دو حضرات متوحہ التقیہ ہیں (کافی) اگر شیعوں کا عذر تراشتے ہیں تو بھی غلط کیونکہ بقول کافی و حیات القلوب امام خطاب اور شیعوں سے محفوظ ہوتے ہیں۔ اب چاروں طرف سے نکلنے کا راستہ بند ہے۔ تباہ مرزا کیف ذا وکیف ذا۔ وہ القاب و خطابات کس کام کے اور الامات کے دام میں کون بھنسا ہے
مرا خاندی و خود بدام آمدی نظر پختہ ترکن کہ خام آمدی

دو دیم مولوی کھانیت ہیں ہیں جیکی ہے دانی کا ڈکار و زمرہ بج رہا ہے۔ تلاکنگٹ ٹھیکستا۔ کوہ آٹ دغیرہ اطراف میں شیعہ اسکو آسمان پر پڑھا رہے ہیں۔ اب اسکا بھی سنو پچھلے سالوں دسویں محرم کے دن پارٹی چنان میں ماقم سرائے کے بیچ عوام کو حسب ذیل الفاظ میں فرماتا رہا کہ سبیت اللہ کا وجه شمیہ اس بناء پر ہے علی ابن ابی طالب اس میں پیدا ہوا کرتین دن نک رہے۔ اور سبیت بلتوتت سے ماخذ ہے جو بعثت شب باشی کے ہے اور خدا نے تعالیٰ اس سے پاک ہے۔ جو نک علی کو اخہرست لیعنی رسول خدا اکثر دفن سن اللہ پاک نے۔ پس علی کی وجہ سے جو نفس اٹھے بیت اللہ نام پڑگیا۔ حالانکہ حیات القلوب جلد اول صفحہ ۴۰ میں دعرب حج میکر دند و میگفتند کہ کعبہ خانہ پر درگار ماست۔

ابن بخش اس علامہ کی یہہ دانی پر کچھ زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں کیونکہ ایک ایسے بڑے پا یخش پر نکنہ لیبری کرنا جس کے دورے کے پروگرام متعہ خطابات قبل و علامہ کے زمیندار بیسے اخباروں میں چھپتے رہتے ہیں۔ پس میں کیا اور میرے اعتراضات کیا۔ لیکن جو کچھ کہیں نے لکھا ہے موافق نہیں۔ اور اگر مولوی صاحب کو اپنیں س تقریبے انکار ہو تو پھر (لعنۃ اللہ علی الکاذبین) کے پڑھنے کے سوا چارہ نہیں۔

سلوک شیخ عبدالعلیٰ ہر دی طہرانی ہیں اُس کے مواعظ حسنے کے سروق پر ذیل القاب درج ہیں:-
زبدۃ الدارفین۔ قدرۃ الدلکین۔ عدۃ المشکلین۔ فخرۃ الدہین۔ عالم عالم ربانی۔ کاشفت اسرار حقائقی وغیرہ
دن بیٹے خطاب والے کے کچھ ارشادات بھی ملاحظہ ہوں۔ مواعظ حسنہ صفحہ ۱۳۷:-

پس معلوم ہو اک موٹا گن کے تابع ہے بلکہ دو قیامت نفع سوراہی کے لکھنے ہو گا جیسی وجہ ہے کہ میر المؤمنین ایک معنوی کرتے پکڑ لڑائیوں میں شرکیں ہوتے اور لڑاتے تھے۔ ایک مذہب احمدی بن عرنی کیا تو

فرمایا۔

میں وہ ہوں جو موت کو بھی مارنے والا ہوں مجھے کیا خوف ہے اور قیامت میسرے حکم سے برپا ہوگی ایسا
کیا ناظرین اب مجھے اس پر بھی کچھ عاشیہ آرائی کی مزورت ہے۔ الغرض یہ ہیں شیعوں کے مجتہدین کا نو
اور ان کا پاکیزہ مذہب اور پاکیزہ خیالات و تعلیمات۔ اسی لئے میں کہ رہا ہوں۔ اور اس مقام پر کہ دہراتا ہوں
اور دہراتا ہوں لکھ کر قیاس کون زکرستان من بھارمرا۔

دُور جانے کی مزورت ہیں خود موجودہ مضمون زیرجست میں معلومات کا کافی ذخیرہ موجود ہے۔ ایک
طرف سے مولوی کفایت حسین کھنوی عالی مقیم راولپنڈی سے گذشتہ ریکارڈوں کو ماٹ کر کے جناب امیرا
بجائے نفس رسول اللہ کا خطاب دیکھ جسم خدا طبرا یا۔ اور اسکی تولید کے لئے کوہیت اللہ سے موسود
ہونے کا وہ تسلیہ قتل از دیا۔ اور دوسری طرف سے علامہ عبدالعلی مجتہد ایرانی نے موت کو بھی علی کے تصرف
ہیں بتایا اور صورہ سدا فیں اور قیامت کو بھی۔ اور طرق یہ کہ خود آنحضرت یعنی امام علی کو اس امرِ غیم کا یہی عی
قرار دے کر دعا دا اللہ فرعون کے تحنت الوہیت پر گدی اشیں کر دیا ہے۔ اور دقاکی کے خرافات شرک آمو
کی حرفاً بحرف تصدیق کر لی۔ چنانچہ وہ کہ گیا ہے:-

پواہی، جہاں فنا شود علی فنا شے کند
قیامت ار پا شود علی بپا شنے کند
کر دست دست او بودھے خدا ش میکند
و مارہیت اڑہیت بر تو فنا شے کند
..... کر او سست دست کر دلگار داوست عین دادر اه

ضروری گذارش

(۱) جن حضرات کی میعاد خریداری اس پرچم کے ساتھ یا قبل ازیں ختم ہو چکی ہے۔ وہ براہ کرم چندہ بذریعہ منی آرڈر و ان فرما دی
(۲) جن حضرات کی خدمت میں رسالہ بطور یونہ خاضر خدمت ہو رہا ہے۔ براہ کرم وہ اپنے عنیدی سے مطلع فرما دی
(۳) جن حضرات کی خدمت میں رسالہ بامید قبولیت خاضر خدمت ہو رہا ہے۔ براہ کرم وہ حضرات چندہ بذریعہ منی آرڈر و ان فرما دی
رواز فرمادیں۔ مندرجہ بالاتمام حضرات کی خدمت میں عاجسہ اذ المساس ہے۔ کہ وہ براہ کرم چندہ
منی آرڈر و ان فرما دیں۔ ورنہ فاموشی کی صورت کو رضا سمجھتے ہوئے ماہیں کا پر چسہ بذریعہ وی پی از
خدمت ہو گا۔ جس کا صمول کرنا اسلامی دا ملکی فرض ہو گا۔

حاجتہ غلام حسین علی عنہ رضیغیر

میں ہوں میں نہیں اس پھر ہوں میں

(اذ مو لانا مولوی محمد دین صاحب)

مندر جہ بالا حوان مضمون انسان کی قیمت خالق کرتا ہے۔ اور جیسا کہ آئیت تحریف کیتھی تکھڑا و ن
با اللہ و کنتم اموات فاعل ہیا کم کشمیت کشمیخی کم کشم الیه ترجعون ۰ سے عدم سے وجود میں در
اور بہرہ وجود سے عدم میں اور پھر قیامت کے دن وجود میں آنا بات ہوتا ہے۔ اسی طرح حوان مندر جہ بالا کا مطلب
میں ہوں سے پہلے ہستی جب دنیا میں عدم سے وجود میں اگر قدم رکھتا ہے اور ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتا ہے
ظاہر ہوتی ہے۔ اور میں نہیں ہوں۔ سے مر جاندیا وجود کا عدم یا بعد موت قبر میں جاننا ظاہر ہوتا ہے۔ اور پھر میں ہوں
روز قیامت کو سمجھ۔ بنی انسان کا قبر سے نکلتا اور حشر کے میدان میں تخت رب العالمین کے سامنے حاضر ہونا ظاہر کرتا ہے
جیسے کہ صفت ایمان مفضل والبعث بعد الموت موت کے بعد بعث وحشر کو ظاہر کرتا ہے۔ گمراہ مطلب
اک سے موجودہ زندگی میں عنوان مندر جہ بالا کے مطابق ان سب حالتوں کا وجود انسانی پر ظاہر ہوتا ہے۔ اور فنا
کا زندگی موجودہ میں فتنہ کیتھا ہے۔ تاکہ جیسا کہ قیامت کے دن مُمْتَن کے بعد ہر حالت میں جو انسان کے وجود پر دار
ہو گی۔ خواہ دوزخ میں جانا غیب ہو یا ہشت میں۔ انسان کے لئے موت نہیں ہوگی۔ اسی طرح ابدی سعادت یا
ابدی زندگی میں کرنے کے لئے زندگی موجودہ میں کسی بارکت محبت میں اپنے وجود فنا کی حالت پیدا کی جاتے
ہو و مردہ دلی نہیں۔ بلکہ زندگی میں کرنے کے بعد ہمیشہ کی زندگی میں کل کھانے۔ کیوں کہ کسی بارکت محبت میں
سعادت میں ہوں جانے کے بعد محبت اور عشق کے سامنے میں جو اپنے شیخ طریقت کے ساتھ پیدا ہو جائے۔ فواد
یا علی التوازنی و کوشش سے میں نہیں ہوں کی حالت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور پھر جب علی التوازن محبت میں
سرشار ہوئے کہ حالت میں اپنے پیر بزرگوار کے دینے ہوئے سبق کو ان قواعد و مفہومات کے ساتھ جو حضرت
صاحب ارشاد فرمائیں۔ نبیط کیا جائے اور اپنے وجود میں رچایا جائے۔ اور کوشش یا محنت سے درجات
اعلیٰ میں کرنے کے لئے نفس گودا کر راوی است پر لایا جائے۔ تو بارگاہ عالیہ سے سندھ جاتی ہے جس سے
دو پھر میں ہوں۔ سکھنے کے قابل ہو جانا ہے اور خلوق کی بہیت پر اپنے پیر کے فرمان سے مقرر ہوتا ہے۔ کیوں کہ
بارگاہ عالیہ سے طلاقت کا پور غیر یا فضیلت کی پیغمبیری میں جاتی ہے۔ جو اس بات کی سند ہوتی ہے۔ کہ اس شخص میں
مسنندی یافت ہے۔ کیوں دوسرے کو ہدایت دسکا۔ اور اپنے آپ کو دوسرا شخص پر ہدایت یا فتح ظاہر کر کے
تکداں کی کوششوں کا اثر جلدی ظاہر ہو۔

یہ بات سمجھنا کے قابل ہے کہ جو خوب خداوند کرنے کی دعویٰ کو عطا فرمائی ہے اور حکم کل میسر لالا خلق
دیکھنے پڑھنے کے لئے آسائی ہے جس کے لئے وہ پیدا کیا گیا ہے، تو ہافت یا تلکہ ہدایت کی شخص ہیں خاص طور پر دوسرے
شخصوں سے نہیز کر لے دیا کیا عطا کیا گیا ہے۔ جناب اس پر خود ایمان نہ ہو اور فواد سینھ پرواد سنگم پر جو بیانات
سند پیر پر رکور ہی ہو سکتے ہے، تب تک اس سے وہ ہدایت یا نہیز دوسرے بکھڑاتیں پہنچ سکتیں گے اور جب کسی کو نیک
کام کی طرف سدا ہایا جائے تو ہمیشہ سنے والے کی پہلی اندرستنے والے پر ہوتی ہے کہ شخص کہہ رہا ہے اسکو خود اس پر
کس قدر ایمان ہے۔ درود وہ اس بات کا سقراطی عالی ہے جب کہنے والوں خود یہ بمعنت موسودت اپنے علم کا عالم
ہو۔ تو سنے والے کی طبیعت بہت جدا اس پر فخر یا حکم پاسکے کی طرف روک رکھ کرئی ہے جو وہ اس واعظ کے کہے
سن رہے۔ اور اگرچہ بعض لوگ حکم اخنثی اللہ ماقال و لانتظرالی من قال دیکھ اس طرف یعنی دصان
و کچھ اس طرف جو کہا جاوے اور یہی نہ بخوبی ہونے والے کی بات یا سند کو اسی کی زبان سے سن کر بھی عمل کرنے
ادنی اور حسینیں اور بوجب فرمودہ شیخ سعدی گھے

مرد باید کر گیر دندر گوشش و رنوشت است پسند بر دیوار

جان ہیں سے بھی شیعیت کی بات ہے۔ اسکو پتے باندھ کر عمل کر کا شروع کر دیتے ہیں۔ گھر بھر جی وہ محل یا
مکانی فربی اور خوبصورتی سے انجام کو نہیں پہنچتا اور اس سے وہ افادہ کرنا ممکن ہے۔ جیسا کہ ایک عالی اور
بہبود موصوف شخص سے حاصل ہونا ہے۔ جو شخص اپنی حالت کا اندازہ کر کے سند حاصل کر دے کے مطابق اپنی درستی
عافونت، ایمان کامل و محبت رسول صلعم پر ایمان رکھتے ہوئے دوسرے پر بطور نونز اپنی ذات کو پیش کرتا ہے اور
مکانی سنتا ہے۔ اس سے سُنے والا جدائی پر بخوبی ہوتا ہے اور اس کے ذریعے دوسرے کو حذر ہدایت پہنچتی ہے۔
اسی ہی باقی تین سیسیہ، سیسیہ رسول اللہ صلعم سے بخوبی ہیں۔ اور جیسے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علیہ نبوت
و رسالت پار گاہ ورنی سے پانے کے بعد خود اس پر ایمان رکھا۔ کہیں وافق اللہ کا رسول ہوں۔ اور عام طور پر علان
کر دیا کر۔ انا رسول اللہ۔ انا حاتم النبیین۔ انا حاختم المیسلین۔ انا حبیب اللہ۔ انا نبی اللہ۔

وغیرہ وغیرہ۔ وہیا ہی آپ کے پورے متبع اولیائے کرام، خوش قطب۔ ابدال وغیرہ خلن خدا کی ہدایت پر مأمور ہیں۔
ہمارا ہم کہ ایک خالق با اخلاص مون ہی اپنے ایمان پر پورا ایمان رکھتا ہو اور دوسرے گوئیک ہدایت دیتے وقت
اس اپنے ایمان کا اڑڑاں سکتا ہے۔ اگرچہ کسی ظاہری دعوے کرنے کا انا رسول اللہ۔ وغیرہ کی طرح کسی حکم نہیں ہوتا
بلکہ عجز و فروتنی پر سر ہونا ہمزا اور انصب ہے۔ گواہی ذات کی خوبی پر اپنی ذات کی سخراوی اور پاکیزگی پر عصاف دلی پر محفوظی
ہوتی ہے۔ با ایمان ہوئے اور جو دل حقیقت انسان کو خدا کی طرف سے حاصل ہو۔ ایمان رکھنا خدا کی ایک انسان کا اپنا فریض ہی
اس کا مطلب اپنے منسے میان مٹھو بننا ہاں ہے۔ کہ ہر ایک شخص کو آدمی کہنا پرسے کہیں مون ہوں۔ میں اور یہاں

تین خوش ہوں۔ تین نہ بہوں وغیرہ وغیرہ۔ مگر خاص حالتوں میں خاص خاص صورتوں میں دوسرا پر اپنی فضیلت جو خوبی خداوندی ہو۔ ظاہر کہ اور اس کا اثر اتنا انعام خداوندی سمجھا جائے نہیں۔ کیونکہ خداوند کرنے والے فرمایا ہے۔

وَأَمَّا لِيْسَعْدَتْ رَبِّكَتْ حَسَنَتْ هُنَّهُ اُور اپر نعمت رب اپے کی پس بیان کر۔ اور ناہ ہے کہ اس نعمت سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں جس کو بیان کیا جائے بخش حضرات قریبی سے کام لیتے ہوتے اس سے پہنچ کرستے ہیں۔ کہ اپنی فریبوں کو بخاتیں۔ اور خدا پر بھروسہ کرتے ہیں اور سچتے ہیں کریم

خدا خود میر سامان است ارباب توکل را

مگر پھر بھی اپنی ذات یاران کا پورا پورا بیان ہوتا ہے۔ اور اس طرح بھی وہ خوبی اور فضیلت جو اس ذات کے لئے خاص ہے۔ خود بخود ظاہر ہو جاتی ہے۔ فاہم و تدری۔

مدد مطلب شدید کی سب سے بڑی عبادت

(اذ سید نذیر الہمنی صاحب قادری)

اسلام نہ تو شخص چند دل ووش کی اور بلند پایہ تخلیقات کا جھوٹ عہد ہے۔ اور نہ صرف چند رکی اور بیجان عبادت کا نام اسلام ہے۔ بلکہ وہ ایک ایسا جامع و مانع مذہب ہے۔ جو جسم و روح دو نوں کی تربیت کرتا اور ان کو زندگی بخشتا ہے۔ وہ انسانوں کو اصلاحِ نفس، تکمیل نفس، تادیف نفس اور کسبِ سعادت کے تمام طریقے بتلاتے اور ان میں اپنے کے آیا ہے۔ وہ اپے تعلیفیں کو تاکید و بذابت کرتا ہے۔ کہ وہ نفس کرشن کے منہ میں عتقی و پرہیزگاری کی لگاہ بیوں اور بدبدات ہمیہ کے راستوں نظام کے ساتھ ایک ولا دی دیوار کی پیچہ۔ اور یہاں محتاجِ ثبوت نہیں کہ اسلام ان ان کو مکارا م اخلاق کی انتہائی بلند پوس پر جھیجاتے آیا ہے۔ چنانچہ خود علیہ الحجۃ و القیم کا ارشاد گرامی ہے بعثت لا نعم مکارا م الاخلاق یعنی میں تکمیل اسلام سکتے تصورت کیا گیا ہوں۔ آپ کی بعثت کا معنی ہے تہذیب اخلاق عما۔

اخلاق انسانی کا جو ہر یہ ہے کہ انسان کا نفس برائیوں سے پاک ہو۔ اس بارے میں اسلام کا قانون ہے

مَنْ أَفْلَمَ مِنْ ذَكَرَهُ وَفَتَحَهُ بَنْ ذَلِكَهُ۔ جسے اپنے نفس کو برائیوں سے پاک کر لیا اس نے فلاج یا نی۔ اور جسے اپنے نفس کی پیروی احتیاری دہلاک ہو۔

اسکے بعد نفس کو برائیوں سے محظوظ رکھنے کے ایسے ایسے ذرائع و وسائل بنائے ہیں کہ باید و شاید نفس

انسانی تہذیب و مدنیت کا منبع و مخزن ہے۔ جب اسلام اُنکی اصلاح و تادیب اور تکمیل پر سارے امور صرف کرنے کے تو اب یہ بات عقلائی نہایت ہو گئی کہ اسلام تکمیل اخلاق کے دنیا میں آیا ہے۔

لیکن آپ یہ سکھ جیراں ہوں گے کہ اسلام کا ایک مدعی گروہ ایسا بھی ہے جو بدھ اخلاقی یا دروغ گوئی کو اور منفی مبسوط مہذب سیاہ کاری کو سب سے بڑی عبادت سمجھتا ہے اور اسلام کی ذکر وہ بالا اعلیٰ دارفع شان اور تقویٰ و برتری کو ملیا سیٹ کرنا چاہتا ہے۔ یہاں میں صرف نقیۃ یعنی دروغ گوئی کو پہنچنے والے اس دعویٰ کے ثبوت میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔ ناظرین بغور ٹھنڈے دل سے اس کو پڑھیں۔ اور اس گروہ کی بے دمانی اور بے بصیرتی کا اندازہ لگائیں۔

یہاں اس امر کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں کہ جھوٹ اور در و غوئی ایک بد اخلاقی، گراوٹ اور در دلی و در مانع نجاست ہے۔ بلکہ اکثر برائیوں اور فتنے و فساد کی جڑ ہے۔ اور صدقی مقالی یا راست گفتاری اعلیٰ درجہ کی اخلاقی خوبی اور بصلابیوں و پاکیزگیوں کا منبع ہے۔ دنیا میں آج تک کسی مذہب کسی قوم اور کسی انسان نے کذب و لفاق کو اچھا نہیں سمجھا جھوٹ سے سب ہی نظرت کر سکتیں اور یہ سب کے زدیک نہیں کام ہے۔ اب جو مذہب اور جو گرد و جھوٹ کو اعلیٰ رین عیاوت فراہم کے اسکے باہل ہونے میں کس کو کلام اور شیوه سکتا ہے۔

اگر عوام کے لئے مزدورت شدید اور جان کے خلاف کے وقت جھوٹ بولنے کی اجازت ہو تو پسندان قباحت نہیں۔ یاد رہے کہ جائز اس چیز کو کہتے ہیں جس کے کرنے میں نہ ثواب ہو اور نہ گناہ۔ شیعوں کا مذہب ہے جدا ہے۔ ان کے یہاں جھوٹ بولنا زصرف جائز دعا ہے۔ بلکہ اعلیٰ درج کا فرض اور عبادت ہے۔ سو میرا عذر اپنے مزدورت شدید کے وقت جھوٹ کے جواز نہیں۔ بلکہ بلا شدید مزدورت اسکے عبادت ہو سے پر ہے۔ اور شیعوں کی معترکاتا بے اسی کا ثابت کرنا معمود ہے۔

شیعوں کی معتبر و مستند نہیں کتابیں پارہیں۔ کافی، تہذیب الاحکام، استنبصار، اور من لا یکنزو شا المفہیم
ان پارہ دل میں سب سے زیادہ رتبہ کافی ہے۔ سواصول کافی میں ایک باب، باب المفہیم ہے۔ اس باب میں تقیہ
کے فضائل اور تاکید کی احادیث کا ذکر موجود جمع کیا گیا ہے۔ اس میں ایک حدیث یہ ہے:-

عن ابن عبیرا الاعجمی قال قال لی ابو عبد الله
علیہ السلام يا ابا عبیرا ان تسعۃ اعشاد الدین
فی التقیة ولا دین ملن لان تقیة لله والتقیة
عنه کل شئی الا فی النبید والمسح علی الحفین
(اصول کافی ص ۲۷۳)

یعنی تفہیہ اتفی بر طبعی عبادت ہے کہ کل دین کے دش میں ہیں اور بقیہ ایک حصہ ہیں دین کے قابل خاکہ عبادات اور معاملات وغیرہ۔ اس کو دیکھتے ہوئے اگر یوں کہدا یا جائے کہ دراصل شبیع نہ ہب تفہیہ ہی کا نام ہے تو مبالغہ نہیں۔ مگر کوئی شبیع ایماندار ہو، نماز پڑھنا ہو، روزے رکھنا ہو اور تمام حکام پر عمل پیرا ہو۔ مگر تفہیہ نہ کرتا ہو تو وہ بیدین ہے۔ اس طرح کہ دہ دین کے نوصوفوں سے خود مہم ہے۔ اسکی نمازیں اور روزے روزے کی فائدہ دے سکتیں۔ اور کوئی شبیع لکھا ہی بدل کار اور خدا کا نام فرمان ہو۔ غائز کجھی بیدا ہو کر بھی نہ پڑھی ہو، روزوں کے نزدیک زیگا ہو۔ اور شرک و بدعت کی کچھ بھی دھنسا ہوا ہو۔ مگر تفہیہ کرنا ہو، وہ پنکا و بندار ہے۔ کیونکہ ایک حصہ نہ ہی دین کے نوصوف کا نہ ملائک ہے۔ اور حکم کرخشت پر لگایا جایا کرتا ہے۔ نو کے مقابلہ میں ایک کی کیا گنتی۔ پس اس حدیث سے تفہیہ کی فضیلت و فریبیت اپنی طرح ثابت ہو گئی۔

اس حدیث میں دو بانیں اور بھی خور طلب ہیں۔ ایک تو یہ کہ ہر معاملہ میں تقیہ کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔ دوسرے غبیض ہے اور موزوں پر سع کرنے کو اتنا معموب بھیرا گیا ہے کہ ان دونوں باتوں سے برداشت کوئی لگنا نہیں۔ حقیقت کہ خدا کے ساتھ ترک کرنے کی تقیہ میں درست ہے۔ مگر غبیض ہے اور سمح کرنا درست نہیں۔ ہمارے شیعہ بھائیوں کو خود کرنا چاہئے کہ اس حدیث نے انکو اسلام سے کتنی دور جا چینکا ہے۔ اور اگر پوزیشن کو پوچھ کر خطہ اور گمراہی میں داخل ہے؛ کیا وہ اس حدیث پر ایسا کرتی و پر ہرگز اور حیث معنوں میں مومن بن سکتے ہیں؟ ہرگز ہرگز نہیں۔ ایسی صورت میں ایمان و تقویٰ کہاں ہے۔

شیعہ صاحبیان ان زبردست اعترافات سے پہنچ کے نہ یاد کرتے ہیں کہ ہمارے ہیاں تعمیہ ہر وقت جائز نہیں بلکہ خوف جان و مال کی شرط ہے بہت اچھا بھی شرط اس حدیث میں دکھا دیجئے۔ مگر دکھائیں کے کہاں سے تاویل کی آڑ میں پناہ نہیں مل سکتی۔

تلقیہ کے معنے از روئے مذہب شیعہ کیا ہیں؟ تم نے تلقیہ کی فرمیت و فضیلت تو مذہب شیعہ سے معلوم کر لی۔ اب تلقیہ کے متعلق بھی معلوم کرلو

نکر تیکی کی قباعت کا آپ اچھی طرح اندازہ لگائیں۔
 عن أبي بصيره قال قال أبو عبد الله عليه السلام
 أبو سعید روايت ہے وہ کہتے ہیں کہ امام جعفر صادم علیہ السلام
 نے فرمایا کہ تقویۃ الشکاروں ہے میں نے تقویۃ پوچھا کیا ایسہ کاروں کی
 التقویۃ من دین اللہ قلتُ من دین اللہُو، قال
 ای واللہ من دین اللہ ولقد قال یوسف بن
 ادیم نے فرمایا کہاں مذکور قسم الشکاروں ہے۔ تحقیق یوسف بن
 یحیا العبرانی مکمل سارقون و اللہ ما کا نوا
 سرقوا شیئاً (اسمول کافی بستمی)

اس حدیث میں امام صاحب تفیہ کی تعریف یوں فرماتے ہیں۔ ایک شخص نے چوری نہیں کی تھی اسکو جو کہا گیا۔ یہ تفیہ ہے۔ یعنی خلاف واقع بات کہنا تفیہ ہے۔ اور تم دنیا اسی کو مجبوب کہتے ہیں، پس تفیہ کے معنے مجبوبت ہونا ہیں۔ اور یہی میرا مرد علیہ۔

امام صاحب نے تفیہ کی بیان کے معنوں کو معرفت کر دیا۔ اب کسی شیعہ کو اپنی طرف سے یعنی بیان کئے اور لیپا پوتی کرنے کی ضرورت باقی نہ رہی۔

اپنے دلوں حدیثوں کو سلمتے رکھ کر اور انکی تفضیلات پر غور کر کے نظر میں کیا شیعہ مذہب میں مجبوبت بولنا سب سے بڑی عبادت اور دین کا اہم رکن و خلاصہ نہیں؟ ہے کوئی شیعہ جو اسکی نفع کر دے۔ اور اپنے مذہب کو گمراہی سے بچائے۔ خدا کے بندوا خدار اس پوچھنے کو حق و صداقت کی عدالت نے کس اندرے غار میں گرا یا۔

شیعوں کا جواب ہوا کہ تفیہ کے معنے مذہب کو چھپانے کے ہیں۔ مجبوبت بولنے کے نہیں۔ اور ہمارے ہمارا تفیہ ہر حالت میں نہیں۔ بلکہ شریعت خوف جان و مال کی حالت میں اجازت ہے۔ اگر ہم باش ہو تو کسی سمنی کی وجہ نہ تھی کہ وہ ناخ شیعوں کو بدنام و رسوا کر کے اپنی عاقبت بر باد کرتا۔ شیعوں کے اس جواب کی تردید کرنے کیلئے مذکورہ بالاد و نوں حدیثیں کافی ہیں۔ امام صاعد کے مقابلہ دنیا بھر کے شیعوں کا جواب کوئی وقت نہیں مکتنا مذہب کے چھپانے کو تفیہ ہرگز نہیں کہتے۔ اس کا نام شیعوں کے بہانہ "کتمان" ہے۔ جنابخ اس چیز کا منصب اصول کافی نے ایک علیحدہ باب میں کیا ہے۔ اگر تفیہ کے معنے مذہب چھپانے کے ہوتے تو اس کا علیحدہ باب میں ذکر کیوں کیا جائے۔

دوسرے، دین اسلام چھپانے کی بیرونیں۔ ورنہ اسلام پر سخت اعتراف وارد ہو گا۔ مگر جانشود کلا ایسا ہرگز نہیں۔ اللہ پاک فرماتے ہیں:-

**هُوَ الَّذِي أَدْسَلَ رَسُولَهُ إِلَى الْمُهُدِّيِّ وَإِنِّي
أَخْتَرُكُمْ سَاهِنَ الْمُهُدِّيَّا عَلَى الْمُهَاجِرَةِ** خدا نے اپنے رسول صلیم کو اس لئے بھجا ہے کہ وہ دین برحق کو مسام دنیوں پر ظاہر دنالاب کر دیں۔

چنانچہ رسول الحصان اللہ علیہ وسلم نے یہ وتنہا نام دشمنوں کے مقابلہ میں دین برحق کا عام اعلان کیا اور دنیا کی تمام بائیں طائفیں آپکے ساتھ سرگوں ہوئیں۔ اگر شیعوں کا مذہب اسی تھے ہے کہ وہ پس مذہب کو چھپا کر رکنیں تو ایسا مذہب شیعوں ہی کو مبارک رہتے۔ ایسے بزرگ اور منافت دین برحق کا تحفظ کیا گا کر سکتے ہیں۔

رہایہ امر کہ تفیہ کی اجازت ہر حالت نہیں۔ اس کے جواب میں حضرت امام باقر کا قول کافی ہے:-

عن خادارہ عن ابی جعفر علیہ السلام قال زرارہ امام جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے
المققبہ فی کل ضرورت (کافی صحت) فرمایا نقیہ ہر ضرورت میں ہے۔

پس اس حدیث کی روئے نقیہ کرنے کے لئے خوف جان و مال کی شرط نہیں بلکہ نہ ازداسی معمولی باتوں
میں بھی نقیہ کرنا عادت ہے۔ اور جوٹ بولنا داخل حسنات ہے جبکی تو حضرت امامؑ نے فرماتے ہیں:-
لَا جَالْسُوْهُمْ وَلَا تَكْلُمُوْهُمْ فَإِنْهُمْ إِكْبَارُ النَّاسِ۔ یعنی شیعوں کے ساتھ نشست و برخاست
نہ کرو۔ اور ان سے ہمکلام نہ ہو کیونکہ وہ بڑے جھوٹے لوگ ہیں۔

الحاصل بدلاں قاہر ثابت ہو گیا کہ شیعہ مذہب میں جوٹ بولنا سب سے بڑی عادت ہے۔ اللہ تعالیٰ
ہمارے شیعہ بھائیوں کو عقل و بحکمہ اور دینی بصیرت عطا فرمائیں کہ وہ ایسے مذہب کو چھوڑ کر راه حق اختیار کریں۔
صحیح معنوں میں محبت اہل بیت نہیں اور اپنے باطن غایبی سے دین حق کو بدنام و رسماز کریں۔ والسلام
علی من اتبع الهدی۔

سہما اور طمکی کا ایمان سوز پھلو

وَكَلَّا لَهُ بُوْالِرِزْنِي أَنَّهُ لَمَّا كَانَ فَاحِشَةً وَسَاءَ سَيِّلًا

وَنَلَّكَ قَرِيبًا بِهِ بَوْيَكُوْنَدَهْ بِهِ جِيَانِي (کا کام ہے) اور بہت ہی براط لفڑی

خداؤند گلی شانے لئے لوگوں کی رو عانی ترقی کے لئے لفڑی موائے تھے ان سب کو حرام و منزع قرار دیا۔
تاکہ لوگ اس سے محبت بآئے اور محترم رہ کر اسکے فیوضات اور انوار و برکات سے مشغیض ہو سکیں۔ مگر ان موائے سے
ایک ماٹی زنا بھی خانا جو نہیات غلیظ شیعہ اور نہ موم اور بہت سی خرابیوں اور شریارتوں کا منبع تھا۔ یعنی انساب
کا خلط و ملط۔ یہ پتہ نہ چلتا کہ یہ کس کا فرزند ہے کس کا اڑا کا ہے۔ پھر حصوں نزک میں نزاع اور تکلیف دریشیں آتی۔ اگر
ایک خاص انسان کے ساتھ عورت کا تعلق فائم نہ کیا جائے جس کو شریعت میں نکاح کہتے ہیں تو اسکے پاس آنے
جائے والوں میں جنگ و مبارکی کی نوبت آیگی۔ جیسا کہ مشاہدہ میں ہے۔ اور یہ امر تنخیب عالم کا باعث ہے۔
عورت سے مقصود صرف شہوت رانی نہیں بلکہ باہم مل کر غافلگی امور میں ایک دوسرے کا معین و حاضر و مردی
ہے۔ مرد باہر سے لکماک لائے اور عورت فاخت و لکمات اور ہمدردی سے اسے سنجال رکھے۔ دونوں مل کر پکوں
کی تعلیم و تربیت میں سعی دکوشش کریں محنت و ندرستی، بیماری و علالت میں ایک دوسرے کے رفیق نہیں جوانی

اور بڑھاپے میں ایک دوسرے کا ساتھ دیں۔ عرض زندگی کے ہر لحظہ اور ہر آن میں مل کر تھاد و محبت سے اپنی عمر بر کریں۔ اور یہ تمام باتیں اس وقت تک حاصل ہیں ہو سکتیں کہ جب تک حورت کی نظر ایک واحد شخص پر نہ رہے۔ اور ایک کے ساتھی اس کا علاقو اور تعلق نہ ہو۔ اور یہ بغیر تحریم زنا کے نامکن ہے۔ اگر زنا کا دروازہ کھلا رہتا تو پھر انسان اور ہمایم میں کیا فرق ہوتا۔ اور آپس میں کبھی محبت والفت، اتحاد و یگانگت قائم نہ ہوتی۔ لہذا قرآن کریم نے یہ بھی نہ سما کر تم ایسے اسباب کے زدیک بھی جایوجن سے زنا تک نوبت پہنچے۔ کیونکہ زنا نہایت بے جیانی کا کام ہے اور براطیقت ہے۔

اس باب کے نزدیک نہ جائے کاٹیں۔ طلب ہے کہ پریگانہ خورت کو نہ دیکھوا اور نہ اس کے علاس و حسن کی باتیں سنبھالنے کو سنکرہ تھا رے جذبات و خیالات برائی گنجائے ہوں اور نہ انہیں نوبت پہنچے۔ لیکن نہایت افسوس کی بات ہے کہ اچھیں ذمہ دار اگر ہم ہے۔ اور اکثر تعلیم یا فتنہ لازم جوان جو اپنے آپ کو چہبڑا اور نہایت سمجھ دار سمجھتے ہیں۔ کثرت سے اس مصیبت اور جرم میں مبتلا ہیں۔ اپنی محنت کو کھو بیٹھتے ہیں۔ دولت بر باد کرکھتے ہیں۔ نہ دنیا کے رہتے ہیں اور نہ دین کے۔ تمام دن اور رات فاضہ خور توں کے مکانوں کے ارد اگر دیوانہ اور پلک لگاتے رہتے ہیں۔ اور اسی دھن اور تنایں نے گئے رہتے ہیں کچھیں وہاں تک ہماری رسائی ہو جائے۔ ان لوگوں کی ناشایستہ اور ایمان سوزھنکات کامشاہدہ بڑے شہروں کے رہنے والے لوگ کرتے رہتے ہیں۔ اسکی معنی وجود ہے کہ وہ ایسے اس باب کے ملکبہ ہیں جو لقیانہ نامہ پہنچاتے ہیں۔ مثلًا سیدنا اور عصیر

زنا کا سب سے بڑا سبب نظر مخدا۔ یعنی عورت کا مرد کو دیکھنا اور مرد کا عورت کو دیکھنا۔ قرآن کریم نے نہایت فقرنچ سے بیان فرما کر مجموع اور حرام قرار دیا۔

لہ جہاں عورتوں کے بہنے فرلواد طرح طرح کے مکیوب اور جیا سوز خدا کات ہوتے ہیں جن سے قوت شہوایہ نشست ہوئی ہے۔

رائے بغیر، ایمانداروں سے کہد کوہہ اپنی نگاہیں پیچی رکھا رکھیں اور اپنی شرگاہوں کو بھی محفوظ رکھیں۔ یہ ان کے حق میں سترائیں ہے۔ باشک اشہد جانتا ہے جو کچھ کہ دہ کیا کرتے ہیں۔ اور ایماندار عورتوں سے بھی کہد کوہہ اپنی نگاہیں پیچی رکھیں۔ اور اپنی محنت کی ہی مخالفت رکھیں۔ اور وہ اپنی آرائیش رکی جگہ، نہ دکھایا کریں۔ گروہ جو بعذر درست لاہور ہوتی ہیں اور اپنے سینیوں پر اپنے دوپتے ڈالے رکھا کریں۔ اور وہ سوائے اپنے شورہ باب پھر ہی ٹیٹے خاوند۔ جہانی سیکھی۔ بھائیجے اور اپنی وہ لوہنگیوں یادہ مردوں طفیل ہوں اور انکو درا تو چہنہو یا وہ لڑکے جو عورتوں کی پر دہ کی چیزوں سے واقف نہیں کسی غیر کو اپنی آرائیش نہ دکھائیں۔ اور اپنے پاؤں ٹوکرہ کرنے میں کان کا مخفی زیور معلوم ہو جائے۔ اور رائے مسلمانوں تمہب کے سب اللہ سے قوبکرت رہا کہ وہ تاکہ ہمیں فلاح ہو۔

hadith میں بھی کیم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی غیر حرم عورت کو غیر حرم مرد کو غیر حرم عورت دیکھنے کی نہایت سخت مخالفت فرمائی ہے۔ چنانچہ اپسے حضرت علی المرتفعہ کو ارشاد فرمایا کہ اے علی، اگر کسی غیر حرم عورت پر اتفاق نظر پڑ جائے تو خیز درد دوسرا نظر حرام ہے۔ حضور کے ازدواج مطہرات میں سے حضرت ام سلمہؓ اور میمونہ بنت الحضرت اُنحضرت کے پاس موجود تھیں۔ تو عہد اللہ ابن مکوم حاضر ہوئے۔ آپ نے انہیں علیحدہ ہونے کیلئے ارشاد فرمایا تو انہوں نے عرض کیا کہ وہ نا بینا ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ قسم دیکھ سکتی ہو۔

یہ زمین لوگوں نے اپنے آپ کو اس لگانہ سے محفوظ رکھا اور انوار و تجلیات الہی سے مستفیض ہوئے انہوں نے بھی اپنی کتابوں میں نہایت وضاحت سے بیان کیا ہے کہ انسان کو پہنچنے کو وہ زنا کی انتہاء سے بچا رہے۔ یعنی غیر حرم عورت کے دیکھنے سے بھی احتراز کئے۔ چنانچہ امام عزالیؒ نے کہیا ہے سعادت میں لکھا ہے کہ کسی عورت کی چادر پر بھی نظر نہ ڈالی جائے کیونکہ اس سے بھی دل میں شہوست پیدا ہوتی ہے۔ اور حقیقت میں عورتوں کے پہنچے دیکھنے اور ان کی خفیہ سوگنگی اور انکی آواز سخن سے فدر کرنا واجب ہے۔ بلکہ یقامت بیکھنے اور سخن سے بھی۔ اور ایسی بھگتے ہندز کرنا ناچار ہے۔ کہ جہاں ممکن ہو کہ عورتیں نہیں دیکھیں۔ کیونکہ جہاں کہیں جاہل ہوتا ہے وہاں امر شہوت اور جیال بد کا ختم دل میں رویا جاتا ہے۔

قرآن کریم نے زانی کے لئے نہایت سخت سزا مقرر کی اور اس میں ذرہ بھی تھیجت ناجائز قرار دی۔ چنانچہ ارشاد ہے المراقبة والراذی فاجلد واکل واحد مفہما مائفلجت و لاماخذ کام بھارافۃ فی دین اللہ ان کشته نہ نتو منون بالله والیوم الاحراق والیشهد عدا ابھما طائفۃ من المؤمنین ۵ سورت زنا کرے اور مرد زنا کرے تو ان میں سے ہر ایک کو سوسکو ٹوٹے مار دو۔ اور نہ کو اٹکے ٹکم میں ان پر کچھ بھی رحم نکالا۔ پہنچئے۔ اگر تم اللہ اور قیامت کے دن بریقین رکھتے ہو اور چاہئے کہ ان کے عذاب کو مسلمانوں کی ایک جماعت

لیکے۔

رسول اللہ علیہ وسلم نے ہمی اپنی امت کو اس فعل قسم سے بچے کی تبلیغ و تکثیر فرمائی اور اس کے نتائج اور خرابیوں اور دعید سے مطلع فرمایا۔

عن أبي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا زنا الرجل حرج من اليمان فكان عليه كاظلة فاد افلع رجع اليه اليمان رواه ابو داود وغيره وفي رواية البيهقي قال رسول الله صلى الله عليه يشاء فاذ زنا العبد شرعا منه سر ما اليمان فان تاب رد عليه .
ومن واسد بن سعد المقراني قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لما خرج بما مددت

بر جال نقم ض جلو دهد مقادير يض من ناما
فتلت من هؤلاء يا جبريل قال الذين يتربى
للزينة قال هي رت بمحب فقط الرابع فلمعت
فيه احنا تاتشد بدها فقلت من هؤلاء يا جبريل
قال من اؤكين يتزين للزينة ويفعلن ما لا
يميل لهم -

وَعَنْ أَبْنَى عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا نَظَرَ
إِلَيْهِ الْزَنا وَالرِّبَا فَقِيرٌ فَقَدْ أَحْلَوَا بِأَنْفُسِهِمْ
عِذَابَ اللَّهِ رَوَاهُ الْحَادِيَكُومُوا مَالِ صَحْيَحِ الْأَسْنَادِ
وَإِذَا نَظَرَهُ الْزَنا نَظَرَهُ الْفَقْرُ وَالْمَسْكَنَهُ
رَوَاهُ الْأَذْنَارُ

دھاوىٰ من بربد تارضى الله عنہما
عن النبي صلی الله علیہ وسلم قال ان اهواز

السبع والارضین السبع لتعلق الشیخ المدائی

کہ یہ سبع الاسناد ہے۔

اور ایک روایت میں ہے کہ جب زماں ہوتا تھا کہ جائے،
و غرب و فلاں ہوئے تھے جا ہے ریشم عناب کے
طور پر یہ لامی اور باتی ہے۔

بریدہ رضی اللہ عنہا حنور سے روایت بیان کرنے والیں کہ
اپنے فرمایا ساقوں آسمان اور زمین پر بُوئے زانی پر
لغت کرتے ہیں۔

پس قرآن اور احادیث میں اس قدر زندگی و عید ہوتے ہوئے ہر مسلمان کیلئے ضروری ہے کہ وہ سباب زندگی
نکار دے دنیا دا آخرت میں ذلیل اور رسوان نہ ہو اور اس فعلِ ذموم کے نتائج سے بچت کر دے پڑیں۔ مقامِ نجاح دردِ دعا خاتم دن
اس پر شاہد ہیں کہ جس مکہ میں جس قلعے میں جس شہر پر قصیر اسی قوم میں زندگی عادت پڑی دو خدا یت ذلیل اور رسوان نہ
اور طرح طرح کے مصائب اور کالا یہود بھیت ہوئے دنیا سے نیست دنابوڑ ہو گئے جبکہ جنم کے ملکے کیا ہے ہبایت قیمع فرمائیا
جس قدر امرافیں کامور داویں مل زانی ہوتی ہے اور اسکی زندگی کی تعداد ترقی ہے اس قدر کسی مدینی کی حالت فرام نہیں ہوتی۔
وَمَا عَلِيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ بِرَسُولِنَا يُوحَنْ بِشْرَ دُبَيْنَ هَذَا وَنَدَرَ كَبِيرَ مُهَاجِرَانَ كَوَسَ فَلَذِمَ كَمَرَ كَلَابَ سَبَقَ
(قادرِ الاسلام و المسلمين عبدالرحمن میلانوی مبلغ حزب الانصار بیت)

حَرَامٌ تَحْمِلُونَ

حقیقِ عالم کا نہات آذین کی بھکتی میں گوئی مذکون امام عظیم اثان نصیفیہ و ناہتے کیوں کہ دہ ایجاد و ایقاء کے
اصولِ متعاف و مخالفت دا اتریں۔ سکے ان دا منی ہے: حال میں استعمال۔ و لوڑا یعنی علم صدوری کا سمندرا مخاطبین مار
رہے ہیں۔ ہم اپنے وفا خاتم کو عالمِ خواب سے تشبیہ دے سکتے ہیں۔ مگر اس تہ سی پار گاہیں جو کوئی ہیں وہ حقائق ناہتہ اور
عیان نفس الامر یہی ہیں۔ گرانشان میں نصف دماغ و انسٹرالٹیکل کے باعث حکمِ مل کا اور کس جیسیں مریکتا اور مدد
قدوس کی تمام حکمتیں سے آشنا ہیں ہو سکتا۔

کتابِ اللہ و حبیبِ سیفِ الحلقین (غذاہ ابی افی) کی تکمیل پہنچے والی، دردِ حبایت شناس بھاگت کا نام اتفاقی
کرام ہے۔ تقویت کسی جدا کا نہ ہیز کا نام نہیں بلکہ تقویت کو درستہ الیاذیں "اسلامی فلسفی" کے وزان سے مصنفوں

کیا جائے تو بقیتہ سوی صدی میسح ہو گا۔ اب ”اسلامی فلسفی“ کے پیش نظر دیکھنا صرف اس قدر ہے کہ اپر تخلیق نے زیجاد
تین شان کی مرتبت کو کیون سب سے موخر کیا؟

چنان نیک ”اسلامی فلسفی“ کا نعلقہ ہے۔ اُس سے بھی ترشیح ہوتا ہے کہ عکیم علی الاطلاق کی اس زبردستیکت میں
جو عکیم انسان نہ رکھنے چاہیے۔ وہ صرف یہ ہے کہ وہ انسان کو دنیا کا باڈا شاہ اور خلیفۃ اللہ بنی کراس وارہست و بود میں قدرت
کا دل کو بے نقاب کرنا چاہتا تھا۔ تاکہ دنیا پر ہو یا ہو یا نئی آنزاں بدبو دفعہ لا ولین راتی وجائعی فی الارض خلیفۃ

کہیں کہیں مکانی ضرورت

بہر حال اس کہیں کیلئے ساز و سامان آرائیں دمکان کی بھی ضرورت تھی اور جنک مختل ضروریات کو نہیں
آراستہ پیراستہ نہ ہوا اس وقت نیک اس حکمان کا منصب شہود پر طوہ گر ہونا مشکل امر تھا کیونکہ اس کہیں نے ضلالت و
گمراہی کے تاریک پر دوں کو ہایت و فور میں مبدل کرنا تھا اور توجیہ کی یعنیک لگا کہ تمام عالم کو غیرت سے منفی کرنا
مختل اس کا کام عرفان ہی عرفان تھا۔ تاخت شناسی سے کوئی سروکار اور عرفان بغیر احتیت سے کوئی مطلب نہیں تھا۔
ای ضرورت کے پیش نظر زین و آسمان کوں دمکان تمام موجودات عالم موجود میں آئیں۔ اس تنظیم و ترتیب
بعد اپنے مظہراً تم کو اپنی قدرت کے ہاتھوں سے تیار کیا۔ ان اللہ حق آدم بیدا۔

السماں شان کا زبردست مظاہرہ

اُس وقت کی سب سے زیادہ اشرف المخلوقات رہا تھا، کو حکم دیا کردہ اس ”مظہراً تم“ کے سلسلے اپنی جیہیں نیازو
ترسلیم کر دیں۔ اور اپنے اس فعل سے دلخیج کر دیں کہ اس خاک کا در بھ نو ملکیے کی مراتب بالا تر ہے اور اسکی
ن لوسے کی کہ، مراعل میں کرنے کے بعد ایک زالی شان کے منازل میں اعلیٰ وارفع مسلم ہو چکی ہے۔

لیاقت و عصیان کا نظریہ

اُس وقت یہ مقدوس جماعت ملت، جھوں میں منظم ہو گئی۔ ایک حصہ اکثریت پر مشتمل اور حفاظتیت کا علیہ روا
حکم۔ ہر سے بخعلوں مایا مومہ رونہ کو دادا فر کار بگ دے کر ثبوت پیش کر دیا۔ اور ایک وہ مخاجموں بی بی رئے
میں مزدہ بھر میں لکھا۔ کشی میں واحد۔

وگر موزخالا کر شیطان، اس امر اللہ سے پیش نظر المولانا کو جیسی علیم انسان مرتب رکھنا تھا۔ اور یہی وجہ ہے
کہ قلت سلاسلہ ابتداء و انتهاء اس احباب اسے بھی شال ہوا ورنہ نہ ملتوں کا نام من الجنى کی تصریح اس شویست میں ٹائی

تھی، مگر عصیاں کے بعد اپنی ملعونیت و مطردیت، میں اپنی نظریہ آپ ہی تھا۔

شیطان کا ادعا ہے: جب بارگاہ صمدی سے لعنت کا ایڈریس وصول کیا۔ اُس وقت نتائج کی پرواہ کرتے ہوئے کہدیا کہ لا تَخْذِنَ مِنْ عِبَادَةَ نَصِيبًا مَّمْهُ وَصَارُوا لَا يُضْلِنَهُمْ وَلَا يُمْتَيَّبُهُمْ۔ میں انسانوں میں ایک تعداد میں کی لیدری کروں گا اور انہیں جی بھر کے گراہ کروں گا۔ اور انہیں جھوٹی اور بحقیقت نتاوں میں رکھوں گا۔ اور انکی موت و حیات اسی سڑاب کی انتظار میں گذری گی۔

ادھر اسکا یہ دعویٰ تھا، ادھر قدرت کو نیک و بدیں، ممتاز کرنا تھا۔ مَا كَانَ اللَّهُ لِيَهُ رَأْمُؤْمِنُينَ عَلَىٰ مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ حَقِيقَةٌ يَمْدُدُ الْحَسِنَاتِ مِنَ الطَّيْبِ۔ خدا کے قدوس اپنی علوق کو مخلو ط نہیں رکھنا چاہتے بلکہ خیر و نیک کی تیز مزدود فرمائیں گے۔

اس آخزی حقیقت اور اُس واقعی ادعا کے بیش نظر نام خلق خدا بھی دوگر ہوں میں منقسم ہو گئی۔ ایک نیک اور سعید رو ہیں ہیں جو اپنی تمام نقل و حرکت اعمال و اقوال میں محجم انتباہ ہیں۔ اور ایک خیر و عاصی اور دواخیں جنکا کام اور زندگی کا نسب ایعنی تافرانی اور دینِ الہی کی تحریب ہے۔

کوئی خلقانہ کی تحریک کو پہنچ پہنچانا اکیوں کو کوئی آستانہ بوس کا موقع نہیں۔ لامفلمہ زان بعد نظر ہو اکہ ملا گلکہ کو آدم کا دوامی خادم متنیع کیا جا کر ملا گلکہ کو داسطہ اور آدم کو ذمی داسطہ بنایا جائے۔ کیونکہ آدم اُس شرف سے مشرف تھا۔ جس سے اغیار قطبی محروم تھے۔ اسی تشریف کے سلسلہ میں شب دروز نامہ و پیام کا سلسلہ شروع ہوا۔ طریق یہ رکھا گیا کہ ادھرم بدآفیاض سے حکم ہوا اور ادھر فاصلے ارشادِ الہی کی تعمیں اور اپنے فرانش سے سبد و شی ماں کرتے ہوئے اُس خلیفۃ الرشیک من وعی بغیر قلت و کثرت، تبدیل و تحریف، دفع و مدائلت کے پہنچا دیا۔ کیونکہ یہ دو جماعت تھی جنکے وجود کا پر دگرام ولاجع عمل سوائے تسلیم اور رضا کے پہنچنیں تھیں۔

تحلیقِ انسانی میں باہمی تفاوت اور خدائی رحمت کے لامفلمہ زان میں بھی تفاوت تھا۔ مکالمات طے کر چکا تھا اور کسی کو ابتدائی مسازی کا دیکھنا بھی نسبت نہیں ہوا۔ مغلکوئی خلائق کی خلائق کی بلندیوں کو پہنچا تھا اور اسی کو ابجی آستانہ بوس کا موقع بھی نہیں لامفلمہ۔ اسلئے قوت نظر و عقلیہ میں جو سے زیادہ اکل اور مکمل تھے ساختہ خداوی رہت کا تعدد "نبی" کے نام سے لگایا جانا ضروری تھی۔ کیونکہ اپنی پیدا کردہ پیاری مخلوق کو درست پر لالہ نیکلے آخ کوئی طریق کار لون کا ناٹاہی تھا۔ اور ہر شخص کب اس قابل تھا کہ وہ اس انتہائی خدائی رحمت کا منتقل اور امامتِ الہی کا مین بن سکے۔ اور "نبی" کیلئے اس سے زیادہ اظہار رحمت کا اور کیا امکان ہو سکتا تھا؟ کہ اُسے کلامِ الہی سے فرازا چلے۔ اور ہر وقت وحیِ الہی کے مقدس باران رحمت سے سرسیز و شاداب ہو۔

اس اللہ کی رحمت کا نزول ہوتا رہا اور انہیلے کرام علیہم السلام دنیا کو صحیح راہ دکھانے کیلئے سبتوں ہوتے رہے۔ ان رسولوں کی صحیح تقدار سے تو وہی مرسل ہی وافت ہے۔ مگر مخالفین اور دشمنین ایک لاکھ جو بیس ہزار یا دو لاکھ جو بیس ہزار لڑکوں میں اس سلسلہ کی تکمیل و تنقیح ہوئی۔

ستہائے سلسلہ ایک وہ مظہر عالٰل و جمال ایزدی دنیا کے سامنے نظر بکھر چوڑ فکن ہوا جو راتبہت میں اعلیٰ، مدارج میں ارفیع، منزالت میں اکل اور خصوصی شان میں بلند تر رخنا۔ جس کے ہمیب نور سے دنیا کی سلطنتوں میں تزلزل آیا۔ اور جبکی روح پر درگاہ معرفت سے ہزار ہمارہ قلوب میں زندگی پیدا ہوئی۔ جس کے حیات پر درکاتھ سے لکھوکھا بھائے ہوئے غلام پھر اتفاقے حقیقی کے استان پر لمحے۔ بر باری کوآبادی سے تباہی کوشادابی سے مبدل کر دیا۔ کروڑوں لوگوں کے گمراہ کن طسموں کو توڑا اور کتنی سوکھے کھیتوں کو پہرا کیا۔ سلاطین میں سے جو فرش قمرت تھے اور جن کے اقبال اور جو پرگامن تھے اور جسکے بخت کا ستارہ نہیاں ہی بلند رخا ہنوں نے اس نور سے استفادہ کی سعی کی اور جیش کے اُنکے نام سخون ہستی پر سہری افاظ میں ذریں قلم سے لکھے گئے۔ اور ابھی طور پر سید جنت بلند اقبال کہلانے لگے۔

اور جبکی قیمت بالکل تاریک ہی تاریک اور مقدار ناکام ہی ناکام رخا ہنوں نے اس آفتاب رسالت سے اپنی تکمیل بند کر لیں۔ اور اپنے بخت سیاہ کام اُنکے لگے۔

تہییرستان قیمت را چھسودا از رہبر کامل کھڑراز آب جیوال تشنے آرد مکند رہا
بالجلد یہ کرسی نے ستحمال نور کی کوشش کی وہ اپنے مقام دینیں کامیاب ہوا۔ اور اُسکی بصیرت میں غیر محدود ترقی ہوئی اور جس نے اس صراط مستقیم کو چھوڑا اُسکی تکمیل چند صیغہیں۔

إِنَّا هُنَّا سُلَيْمَانَ شَاهِدًا أَوْ مُبَشِّرًا أَوْ نَذِيرًا فَدَأْبُهُ إِلَى الْقُوَّةِ فَوْسًا جَامِنْتِيرًا

آخری بادشاہ کا خصوصی خطاب اُنکی بلکہ "خاتم النبیین" کا جملہ القدر عقب بھی طھا کیا گیا۔ اور راز کو کوئی با داشت بلند طاہر کر دیا گیا کہ اس سارے عالم موجودات کا خلاصہ اور ایجاد کائنات کا باعث صدر نظر اسلامیین خاتم النبیین کا وجود گرامی ہی ہے جیسا کہ لولا کمالاً خلقت الدنیا کے الفاظ تیرے اس دعویٰ کے شاہد عمل ہیں۔ کیا مزید کمیل کی ضرورت ہے؟ مگر آیا اس آخری بعثت کے بعد جب مزید کمیل عالم کی فساد درتے تھے یا نہ؟

دنیا کا اعلم نہ انسان رہتے ذوق سلیم کو اپنایا کرنے کے بعد اس تلقینی پر ہمچنان سکتا ہے کہ اب کوئی ضرورت

باقی نتیجی اور قطعاً نتیجی۔ اب اس آخری بھی کے بعد اُسکی کرسی پر تکلین و قدرت خالص کرنے والا سعی بلا یوج و استھان مالا یورک کام فرکب ہو گا۔ اور سوائے اسکے کہ دفہ دیک امر حال کی جستجویں اپنی زندگی گنوادے اُسے کیا حاصل ہو سکتے ہے۔ اور اس ارتکاب کے بعد وہ ہمارے خیال میں عقلمندی کے لحاظ انسان کہلانے کا استھان بھی نہیں رکھتا۔ کیونکہ اُس نے اصولی مذہبی مرکز کو توڑنے اور اپنے ذاتی وقار کی وقت بڑھانے کی غرض سے دین کے اختراجم کو خود میں ڈال دیا ہے۔ اور ہمیں اس سے بحث نہیں کہ یہ کوشش کرنے والا ایرانی ہو یا پندوستانی کوئی بھی ہو دہڑی سسلیں منٹک ہو گا۔

ہر ذریعہ اپنی معنوی سی تو جمیں دل کر کے یہ آسانی سمجھ سکتا ہے کہ جس یکلئے زمان و مکان، زمین، و اہمان ایجاد کئے گئے وہ آگلیا۔ اور عملی کرام کثراث و وجود ہم کو اپنا سیمح وارث بن کر جائے اندر ہو گیا۔ اور جو بد دماغ دین کا دشمن، عقل کا بیری اپنے دہمیات کی اتباع کرنے ہوئے اس امر کا قائل بھی ہو گا۔ وہ ہماری تمہید کے نقطہ نظر سے اپنی رائے میں منفرد، تکبر میں یکتا اور خیالات میں داہم متکور ہو گا۔ اور اجماع امت کے خلاف مجرما اقسام کرے گا۔ مئی شدَّ شدَّیِ الثَّاجِدِ۔

(دارث)

تفقید و تبصرہ

فیض عالم لاہور صہر ماہر جریدہ جناب خازادہ خلام محمد خان صاحب تیم کھل کی زیر ادارت دربار حضرت مجتبی خجش صاحب حجۃ المظلومی سے شائع ہوتا ہے۔ تقویت کے رنگ میں میں کامیاب بند ہے۔ طباعت دیدہ زیب ہے۔ مقام اشاعت کے تقدیم کی وجہ مقدمین حضرات کو اس جریدہ سے خاص نسبت ہے۔ اگر دیر صاحب نے دھنایہن کے متعلق اپنی خالص تو جمیں دل کی توجیہ مہابت اعلیٰ بیان پر ترقی کر سکتا ہے۔ سالانہ چندہ غیر۔ ملنے کا پتہ۔ دفتر سالہ فیض عالم دنیا گنج بخش صاحب ہے لاہور۔

النوار رسالت۔ یہاں جلد مولوی محمد سعیتی رفیق نقشبندی کی زیر ادارت شائع ہوتا ہے۔ ہر اشاعت میں صاحب مد کا شکوہ ہوتا ہے۔ کجب ریدہ کی اشاعت سہت کہے۔ ہم چہاں در دنداشت حضرات کی خدمت میں تو سیست اشاعت کے متعلق عرض کریں گے وہاں دیر مسوی اور دیر ایمان اعزازی کی خدمت میں بھی ملکا نگذاشت کریں گے۔ کرو مفتاہین جریدہ کے متعلق غور و خوض سے کامیں۔ مفتاہین کامیاب بند ہوئے پر جریدہ اپنے اندر خود سخو دیک ایک غیر معنوی کش پیدا کرے گا۔ اسید کہ وہ ہمارے اس مشورہ کو فدر کی نگاہ سے دیکھیں گے۔ سالانہ چندہ غیر۔

مقام اشاعت۔ دفتر النوار رسالت بولی کلائن۔ ضلع گجرات (بہنگاب)

(داردارہ)

استفسار اور انکے جواب

(رواہ اورہ)

سوال: سینوگ بنک سے عامل کردہ "تفع" کا استعمال جائز ہے یا نہ

جواب: اگرچہ موجودہ دور کے بعض علماء چند غلط فتاویوں کے باعث اس "تفع" کے جواز کے قائل ہوئے ہیں۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ "تفع" بہر حال سود ہے اور سود قطعاً حرام ہے۔

سوال: ایک مسلمان قبر پر جا کر صاحب مزار سے اپنی مرادیں مانگتا ہے۔ مثلاً کہتا ہے کہ مجھ کو بیٹا یا بیٹی دے، ولتمد یا امیر بنا۔ کیا مسلمان ایسا عقیدہ رکھتے سے ابدی جنہی ہو جاتے ہے یا نہ؟

جواب: (در) ہمارے خالی میں کوئی مسلمان قادر مطلق کے ساتھ ایمان الحنفے کے بعد عمدًاً تو ایسے الفاظ کہہ سکتا ہے اور نہیں عقیدہ رکھ سکتا ہے۔

(۲) اگر کوئی شخص ایسا عقیدہ رکھتا ہے تو وہ گھنگھار ہے۔ اُسے پڑھنے سے تو بُر کرنی پاہتے۔

(۳) فرقہ تصریح کے ماتحت ابدی جنہی صرف مشرک ہو سکتا ہے۔ گھنگھار ابدی طور پر جنمیں نہیں رہے گا۔

سوال: کوئی مسلمان کسی ولی اللہ کی مزار پر جا کر یہ کہے کہ "اے اللہ اپنے اس پیارے کے وسیلہ میری فلاں" کو پورا کر، تو ایسے کہنے والا شخص مسلمان ہے یا نہ؟

جواب: یہ تو سل ہے اور تو سل بلا کلام جائز ہے۔

"ہماری ضروری اپیل"

ایک عصر ہوا کہ ہم اپنے توقعات اور احباب کی عنایات کا جائزہ مارہے ہیں "شہزادی" نے صحافتی دنیا میں مسلمانوں کی صحیح رہنمائی کی ہے اور حقیقت اسلامی فرانش سرخکام دینے ہیں اور کفر و مخالفات کا مقابلہ کرتے ہوئے اعلان کلتے اشکنیکیے۔ وہ ہم دوستوں سے فتنہ نہیں اور نہیں ہم اسکے اعادہ کرنے کی تباہ ہیں۔ لیکن کاش! اکہماری سب تنائیں خاک اور امیدیں بر باد ہوئی جاتی ہیں۔ ایناہر، ہمدردی اور وینی اخلاص مسلمان کا نہ صرف من جیتِ القوم فرض بلکہ ایمان و اتقان کی خصوصی شان ہے۔ تو یہاں سے احباب قلعی طور پر ہمیشہ اپنی تغافل شعرا کے کام لینگے اور اگر وینی غیرت اور ملی جیت جلوہ گر ہے تو یہ ہماری خلصہ اگدا نہیں ہے کہ وہ از راؤ کرم پرست جلد اپنے ارادوں کو میدان میں میں جلوہ گرفتار ہیں۔ پس ازاں کمن زمام بچو کار خواہی آمد + پھر خریدار اپنا فرض بچھیں کہ از کم شش لاسلام یا کو دخیراً ہم سینچا دیں گے کیونکہ جتنا جریدہ کی اشاعت موجود ہے اشاعت کے تگنی نہ ہو جائے اُس وقت تک مصارف کی برداشت مشکل ہے۔

ہم نے ماہر کتب فلز کرو گئیں خاک ہو جائیں گے ہم تم کو جبراونے تک ۲

ہیں کیا اُنکے اس طریقہ کو اسلامی اخلاقی تک روایتی سے مندون کیا سکتے ہے؟ (رواہ)

جاہز ہے۔ غرض اس حدیث سے بھی متعہ پر منفہ کرنے کی اجازت ثابت ہوتی۔ اور مدت متعہ کی بخشی کی کوئی حد نہیں۔ مجلسی لکھتے ہیں:-

و شرط الملت کمین باشد بر و حبیک احتمال زیادت و لقصان نداشت
باشد و اور راحست نیست در زیادت و کمی ۱۰

او و طرفہ سنتے اگر ایک یا و مرتبہ کی مشروط تحریر جائے تو زیادت جائز نہیں کندا ذکر مجلسی۔ اگر کوئی مجتهد صاحب جواز کا فتویٰ بھی دیتے تو متوعد صاحب بے نقد وصول کئے کب پاس بھیٹتے دیتی ہیں۔

مسئلہ مجلسی نے رسالہ فتنہ کے فصل نقد میں لکھا ہے کہ متساعی کا نفقہ پیٹے کھانا کپڑا امروکے ذمہ نہیں ہے!! اس کے ساتھ اب یہ مسئلہ بھی ملائیے کہ متعہ ایک مشقی اظہار بھی ہو سکتا ہے۔ تو اس سے پہنچو نظر تا ہے کہ عورت کو اغیار سے بھی ابھی ضروری اس کے حاصل کرنے کا موقع اور اختیار و یا کیا ہے۔ آخر دس پانچ میٹھی میں پریٹ بھر جی جائے گا۔ بلکہ زوج کا نفقہ بھی اپنے ذمہ لے سکتی ہے۔ بلکہ نتوں کی بد و رش کر سکتی ہے۔ دبھو متعہ کی برکت۔ اور یہ ہر اُن حاکے جو بھی نہیں۔ الاجرا علی قدر المشقة۔ بدھی بات ہے۔

مسئلہ مجلسی کے رسالہ متعہ میں ہے۔

اگر ابتدائے مدت در صحفہ مذکور شود ابتدائے مدت ہماں باشد۔ والا ابتداء مدت زمان خذل باشد۔

یعنی مسئلہ ہے کہ عقد آج ہوا اور مدت متعہ کچھ دن بعد سے شروع ہو۔ یا یوں کہتے تکاہ ہو گیا اور عورت مشکوحہ نہیں اور نہ اُس کے ساتھ خلوت اور وطنی جائز ہو کہ تو یہ شکار و اجارہ ہے یا تکاہ۔ ایسے عقد سے بجز پھاش رکھنے کے طفیں کو اور کیا فائدہ ہوا۔ مدت متعہ کے شروع ہونے سے پہلے اگر زوجین میں سے کوئی مر جائے تو مہر بالکل ساقط۔ اور بات بھی یہ ہے جب متعہ شکیم و اجارہ ہو تو قبضہ نک شکیم وار کا قبضہ نہ ہو ایک مالکداری پانے کا سختی ہیں ہو سکتا۔ غرض یعنی بکار تکاہ ہے کہ باوجود عقد کے ز عورت زوج بنی شزادج پر مہر لازم۔ نقد وغیرہ سے تو زوج پر صورت سیکد وش ہے۔ رہا ہر دو بھی غائب۔ چنانچہ بھی صورت مجلسی نے رسالہ فتنہ کے کتابے الاجارہ میں اجارہ کی بھی لکھی ہے:- پس اگر تعین کشید کا زوج وقت آن کا رہنکرد و رست است اگرچہ بعد از عقد

باستہ بدرے و اگر نعمت نکند از وقت عقد شروع دران کار باید شنود گا
پھر لکھتے ہیں:- چون سو جر آن چیز کم منفعت ازان ملکہ تسلیم سننا جو کند و انقدر
وقت بگذر دک آن نفع قوان اُرفت اخوت ہر ماہزادم خشنود اگرچہ نفع
نکر غیر باشد

کھواں بھی متدا اور بھیکر میں کوئی فرق ہے۔ نعوذ باللہ من ذالک -

احکام متعدد کو کہاں بیان کیجئے۔ مشتمل نہ نہ از خروارے۔ اہل فہم و ندین پر انہیں
مسائل و اضائل سے واضح ہو گا یوگا۔ کہ شہوت پرستی کو توڑ و زیکر مذہب کا ذریعہ
بنانے کا علمائے شیعہ کے کسی قدر بھی کو ناہی کی ہے ہے

آخری باد بربیں ہمہ مردانہ تو

میرا تو خیال ہے کہ جب متعدد یہ وسعت اور فضیلت بیان کی جاتی ہے
تو مومنین و مومنات خاتم الرسلین علیہ و علیہم الصلوٰۃ والامّ کے درجہ سے
و رے تو کسی نہ رکھتی ہوئی۔ اگر بدستی سے رہبہ میں تو امام مسیں کا درجہ حاصل کئے
بغیر تو چارہ ہمیں۔ ورنہ حسب ارشاد مرتضوی شیعیان علی سے خارج ہونا
پڑے گا۔

(۶)

گرا اور ایک مسئلہ مُسْتَلِمْ سُن لیجئے۔ باقر مجلسی رسالہ نکاح میں لکھتے ہیں۔
و احتیاط مل موافق مدلول احادیث کثیرہ درجیں و کالت بگوید بزن کہ زندگی
سد ہم بشرط آنکہ تو از میراث ببری واواز تو میراث ببرد و عده
بداری و طلب قسمت نکاح مانند نکاح دائمی منانی و تو قیمہ برسانیدن
فرزند از وند اشتبہ باشی در مدح فلان بسلیغ فلان ۴۴

جب اولاد کی توقع رکھنا موضوع منفرد کے خلاف ہے تو بتلا یہی متدا اور
اویاشی میں کیا فرق ہے۔ جو کچھ ملے ہوا۔ دیا اور اپنا کام کیا۔ چلتے ہوئے کسی کو
کسی کی پرواہیں۔ قضائے شہوت یا ہمیہ کے علاوہ اولاد کی نہ صرد کو تمنا ہوئی۔
نحوت کو۔

صاحب تفسیر بکیر آبیتہ کریمہ مُحُصینیں عَنْ مُسَاخِفَيْنَ کی تفسیر میں لکھتے
ہیں۔ و اصلہ فی اللّغة مِن السُّفْرِ وَهُوَ الصَّبْ وَسَمِيَ النَّفَاسُ مَا حَالَهُ لِنَفَاهِ
لِلنَّافِي إِلَّا سُفْرُ النَّطْفَةِ انتہی مختصرًا۔

حالانکہ مقصود شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریع زکاہ سے بفارسی نسل
و تکش امت محمدیہ ہے۔ نفس شہوت رانی۔ مجلسی رسالہ نکاح میں خلیفہ نکاح
کے اندر ایک حدیث نقل کرتے ہیں قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہم ترکھوا
و قتاسلو انکثروا فاقنی ابا ہبی پیغمبر مصیون القیمة ولو بالسقط یعنی من
سے تو والذنسا سل کو طحاو۔ تاکہ تمہاری دیینے امت کی کثرت سے اور امتوں پر
ہم قیامت میں فتح ہیں۔

اس حدیث سے شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اصلی غرض بخوبی واضح ہوئی
علماء اس کے آداب مباشرت میں فرمایا گیا ہے کہ بروقت ارادہ جماعت بسم اللہ
کہہ لیا کر کر لو کا اثر شیطانی سے محفوظ رہے۔ اور متعدد سے جب اولاد مقصود نہیں
بلکہ تنائے اولاد مختلف متعدد ہے تو بسم اللہ کی ضرورت نہیں ہوگی۔ آئے اور بہاام
کی طرح مسلط ہو جائے۔ نفعہ اللہ۔

اہل بصیرت کو بطلان متعہ کے لئے اتنا ہی کافی ہے وَاللّهُ يَعْلَمُ مَنِ يَكْسِبُ
إِلَيْهِ صَرَاطِ الْمُسْتَقِيمْ ۝ اب دونوں دعویٰ کی فتنی دلیل بھی سن لیجئے۔ مجلسی رسالہ
فتنہ میں کتابہ مسکے اندر لکھتے ہیں:-

واختیار کند ذون زائدہ بکری غیفت برزگ اصل ۝ و بسم اللہ بکری پیش ۝
شروع در جماع و در خواست کند از خدا تعالیٰ ولد ذکر درست اعضا

(۷)

اب ہم یہ دکھا ماچا ہتھے ہیں کہ شیعوں نے فضائل و نکال متعہ میں اس قدر اہتمام
اور مبالغیوں کیا ہے۔ اور فرائض اسلامیہ سے بھی اس کو کیوں ٹھہرا دیا۔ کہ
مناز روزہ، حج، زکوٰۃ کی بھی اس کے آگے کوئی حقیقت نہیں رہی۔ یہ کیوں۔ فتنہ
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ضدو عداوت پر۔ آخر اس کا پتہ چل گیا۔ واقعی سمجھی بات
چیزیں رہ سکتی خواہ اخفاوں کی ہزار کوششیں کی جائیں۔ بھی ذکری اس کا ظہور
ہو ہی جاتا ہے جنہوں میں
نہان کے ماندان رازیکہ ز و ساز نہ مخلہ

۱۷ ایک عجیب مسئلہ بھی سن لیجئے رسالہ فقط مجلسی میں ہے کہ حاتم جماع میں ذکر اللہ
کے سوا اور باقی کرنی کروہ ہیں۔ واد رسمے تلقہ ۱۳۴ منہ۔

صاحب بہر ہال المتع بعد نقل روايات فضائل متعدد تھتے ہیں:-
 اشکال الگھنہ شود کہ ہمارے اذکور خصوصیات عنده العقل می باشد پر
 ہر عادات تکڑات خصوصی مشہور راتی تباہے نباید جواب
 مقتضانے تھی است لیکن آپ نے اسے عادات ادا و اداء نہ ایں باشد انگریز
 اذکور عادات والکڑات باشد طاعت و عبادت والقیاد تعالیٰ است و
 سر ہر طاعتے برائے لازم است خصوصی نہ صافت افریں باجبار جنہیں
 قادرے۔ والل بالکل منفرد و مطرد اعمش دراعین مقد و ح عامل
 ال باشد۔

کوئی مجید صاحب سے پوچھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قوت
 میں حشرت عمرے اسی متفق کور و کامنکار اخیرت کو ترغیبی لازم دار اس مخالف کے
 عاقلاً فضائل متعدد بیان کرنے کی ضرورت پیش آئی اور چار منور کرنے والوں کو اپنے
 درجہ کا پہنچا دیا۔

ناظر میں اب کو درباب متشرشیعوں کی اس کدو کاوش کی وجہ تو معلوم ہے کہ
 اور دلائل تحریم متفق سے بھی واھنیت ہو گئی۔ اب مزید تظویں کی ضرورت نہ ہے۔ مثلاً
 تسبیح اللفائدہ ایک ایسی نقل کرتا ہوں جس سے تحریم متغیر بشرط بصیرت روشنی
 پڑتی ہے۔

قالَ اللَّهُ تَعَالَى فَإِنْ خَفْتُمَايَنَ لَا تَعْدِلُوا فَوَاحِدَةً أَوْ مَاءَ مَلَكَتْ
 أَيْمَانَكُمْ، لَعْنَهُنَّ چارِ تَكَّارِجَ كَمْ تَهْبِي إِحْمَادَتَهُنَّ، بَلْ كَمْ
 كَمْ بَيْلَوْنَ بَيْنَ عَدْلٍ أَوْ مَسَاوَاتٍ نَّكِرْ سُوكَّهُ تَوْأِيْكَ بَيْنَ بَرِيسَ كَرْدَ يَارِبِنِي مَلُوكَ
 لُونِدَلَوْنَ بَرِ الْمَقَارِدَ۔ اب اس حصہ بعد تسری حنزی کھائش کھال ہے کہ متفق
 بھی اس میں داخل کیا جائے۔ بے الفضای سے بینے کی اگر لوٹی تیسری صورت بھی
 ہوئی تو خدا تعالیٰ کو اس کے بیان سے حضرت عمر یا کسی دوسرے تیسرے
 کا خوف پر گز نانع نہ ہوتا۔

علامہ ابوسعود رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں۔ واصاصو میں
 فی السہو ایمہ والیسربین الحرة الواحدۃ و بین السوامیں من غیر حصر
 فی عَدِدِ الْقَلَمَةِ تَبَعَّهُنَّ وَخَفْضَهُنَّ مَتَوَانَهُنَّ وَعَدْمُ وَجْهِ الْفَسَرِ
 (بعض)۔

اما مهدا زمی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ المعنی فیاً جَعْلُمْ أَكَتَّبْدُ لِوَمَّا
هذَا الاعداد کا خفیت مترک العدل فیما فوْنَمَا فَأَكْتَبْنَا بِزَوْجَةٍ وَاحِدَةٍ وَاحِدَةٌ
او بالملوقة۔ سوئی فی السَّهْوَةِ وَالیْسَرِ بَيْنَ الْحَرَةِ الْوَاحِدَةِ وَبَيْنَ الْأَمَاءِ
من غایو حصہ۔ ولعمرا می انھن اقل تبعه و اخفت مسوونہ من الخلائق علیات
اکترت مانھن او اقللت عدلت بیانھن فی القسم اولم تعدل عنامت
عنھن ام لم تعزل؟

ان عبارتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ مسلمانوں۔ اگرچار بیویاں کرنے کی صورت
میں تھیں یہ خوف ہو کہ سب میں برابری کا عدل نہ کرو گے جیسا کہ تمہیں اس تحدید
کے قبل تکش از واج میں خوف نے انسانی کا پیدا ہوا تھا اور خدا تعالیٰ نے تمہاری
بے انسانیوں کا خیال کر کے اُس کشت غیر محمد و دوچاریں مدد و دکر دیا۔ تو تمہیں ہم
دیا جاتا ہے کہ ایک ہی بیوی پر اکتفا کرو یا ملوک لونڈیاں رکھو اور بس۔ اور خدا تعالیٰ
نے باحتیار سہولت و انسانی کے ایک حرہ اور چند غیر محمد و دلوں دیوں کو ایک درجہ
میں اس لئے رکھاکر لوٹدیوں کا نام و نقد میں طلب تقاضا کم ہوتا ہے (بیوی صاحب
کی فرشتات کی کوئی حد ہی نہیں) اور لوٹدیوں میں ربا ہم عدل ضروری نہیں۔
خواہ کسی کو کم و کسی کو زیادہ۔ کسی کے پاس زیادہ رہو کسی کے پاس کم۔ یہ سب
تمہاری اختیاری ہاتیں ہیں۔ اور جب لوٹدیوں میں باہم عدل و مسادات
ضروری نہیں تو حسرہ اور لونڈیوں میں بدرجہ اولیٰ مساوات ضروری نہ ہوگی۔

مگر اس استدلال پر اگر کسی کو یہ شبہ ہو کہ جس طرح آیت سے اقسام
مولودات کا اخصار منکوح و مملوک میں معلوم ہوا یعنی سبیل النزدید فکر کرنے سے
یہ بھی معلوم ہو اکحرہ واحدہ اور مملوک کا اجتماع بھی جائز نہیں۔ حالانکہ یہ یقیناً غلط
ہے۔ تو جاننا چاہئے کہ خدا نے تعالیٰ چار لکھ نک کی اجازت دے کر جو چہاریک
منکوح پریس کرنے کو فرماتا چے تو اس کی علت وہی احتیال بے انسانی و عدم سادت
ہے تو یہاں یہ علت مفتوح ہو گئی رہاں صاف گت بھی نہ ہوگی۔ اور منکوح و مملوک میں
مسادات ضروری نہیں تو ان کا اجتماع بھی منسون نہ ہو گا۔

تو اب آیت کے لئے یہ ہوشے کہ اکتعد و منکوحات میں بے انسانی کا
تمہیں خوف ہو۔ تو ایک منکوح پر اکتفا کرو۔ یا اگر چند عورتوں کی تمہیں حاجت ہو اور

ایک پر صبر نہ کر سکو تو اُس کے ساتھ مملوک لونڈیاں بھی مالو۔ اب تردید بھی بجا گئی خود صحیح رہی اور حُرہ و مملوک کا اجتماع بھی منزع نہ ہوا۔ آئیتہ کریمہ سے بطلان متصرف یوس بھی استدلال کر سکتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے دو قسم کی عورتوں سے تعلق پیدا کرنے کا حکم دیا۔ ایک مملوک دوسرا بھی غیر مملوک اور غیر مملوک کے لئے نکاح کی شرط لگائی۔ اور متعاقبیناً نکاح نہیں۔ کیونکہ اُسیں نہ دو ائمہ کی قیادت ملحوظ ہے۔ جو اُن کی تحدید نہ عمل کی شرط۔ اگر کوئی احمدی نکاح کو حام رکھ کر دامت و منقطع میں اُس کی تقسیم کرے۔ اور ان دونوں انواع یا افراد کو مابینہ خلیفہ اور سے تو آئیتہ کریمہ کے اندر تحدید اور عمل کی شرط میں اُس کو یہ کہتے ہیں مجبوہ کریں کہ دامہ کے سوا منقطع کی یہاں گنجائش ہی نہیں۔ بلکہ آئیت کریمہ میں نکاح کی عدم توقیت اور اُس کا جلاقوں بھی استفادہ منقطع کے لئے کافی و آپی عن تقسیم ہے۔ اس طرح بھی تقریب استدلال ہو سکتی ہے کہ آئیت کریمہ میں دو حالتیں مذکوریں ایک عدم خوف کی حالت دوسرا خوف کی صورت۔ بصورت اول چار نکاح تک کی اجازت عطا فرمائی۔ بصورت ثانی ایک نکاح اور مملوک کی صورت بتائی۔ اگر متعارج ہوتا تو خوف عدم مساوات کی صورت میں اس کو بھی جائز بتایا جاتا۔ والسلکوت فی محض البیان بیان۔

نبہمہ دلائل حدیث کے ایک دلیل امام رازی نے یہ بھی بیان کی ہے کہ وہی زوجہ و مملوک کے سوا اور کسی سے حلال نہیں۔ کیونکہ حق تعالیٰ فرماتا ہے وَاللَّذِينَ هُمْ لِفَرِيقٍ وَجِهْمٍ حَاوِظُونَ إِلَّا عَلَى أَهْمَّ وَأَجْهَمْهُمَا مَأْكُلُتُ أَهْمَانَهُمْ اور متعارجی بلاشبہ نہ زوج ہے اور نہ مملوک۔ کیونکہ اگر وہ زوج ہوتی۔ تو دونوں میں توارث جاری ہوتا۔

حق تعالیٰ فرماتا ہے وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ أَهْمَّ وَاجْكُلُمْ۔ اور متعہ میں بالاتفاق ایک دوسرے کا وارث نہیں ہوتا۔ وو سکرمتے سے ثبوت نسب ہوتا۔ ارشاد نبوی سے الولد لفڑا ش حالانکہ بالاتفاق اولاً دمتعہ کا نسب باپ سے

۱۷ اس سے سنیوں کا نیل فروج بھی باطل ہو ادا منہ ملیسی رسارفت کے ضلع احکام اولاد میں لستھتے ہیں۔ وجائز بہ مشدلفنی آن بجهت تبہتہ و اگر فنی ناید از وبریدہ نشو و ال بلغان ۲۴ نیز لکھتے ہیں۔ و اگر کے وہی کند زوج و دیگر سے را بز نہاد او ہم و ملی کرده یا شد ول ادا ای صاحب فراش باشد بیٹھ زوج۔ و از وبریدہ نشو و لفڑیہ بیدہ ملک

ضروری الثبوت نہیں۔ تیکر اُس پر عدت وفات واجب ہوتی حق تعالیٰ
ارث اور فرماتا ہے۔ واللذین يَتَوَفَّوْنَ مِنْ كُلِّ حَمْدٍ يَبْيَسُونَ آئُشًّا وَاجْحَادًا تَرَكُهُنَّ
ما لِكُفْسُهُنَّ آئُشًا بَعْدَهَا أَشْهُرٌ وَكَسْرَاطٌ
مگر اس استدلال پر صاحب پرمان المتعو نے چند اعتراض کئے ہیں جنہاں
لے

لبخیہ حاشیہ صفحہ ۲۰۔ الاباعان درجی را دوڑھیست، اگرچہ باور اندازہ بود کہ نیز رسالۃ المؤمنین لکھتے
ہیں۔ واگرچہ نماید قرآن متعار احتیاج بلغان نیست و بخود وغیری ازوے قول میں نہیں
لے چکا چکے رہاں اللہ علی عبارت حسب ملے ہے۔

سوال بسب ایت اللہ علی عاصمہ ثابت شد کہ تصرف فروج بنکاح و ملکہنین
سخھر است نہ بغیر ان چھ رسم عاصم کنیز و زوج بلاق پئی شود پس در ازواج داخل فیت
لہذا متعار اطلاق و میراث و لفظ
نیست و متعار یادہ برچیار حائز است پس لعنة شرعاً مشروط ہم بالاست.

جواب۔ بالاجمال اگر مابین کروجم متعہ در اسم ازواج داخل است زیر اکیسم
و اکم است۔ پس اگر در بعض احکام حنا خافت و احمد باشد اذ اس نیز زوجیت پر نہیے ایک چنانچہ
ملکہنین قسم دا کم است اما در اکثر احکام عناطف و اکم است و بھین و ضو غسل و کم قسم اند
احکام ہر یکے توافق دیگر نیست چنانچہ جنہیں استلزم باختاد انواع ولو ازم آن بالضرورت
نیست تدبیہ ہر کاہ ایں ثابت شد پس بدایا کہ متعہ زوج و داخل آئینہ است والازم نہیں
زینک بھل عقد اور اطلاق داد زوج بودہ۔ یا زنہ کہ شرعاً عقد نشده زوج باشد و داخل
آئیہ باشد این ضروری البطلان است پس اس نیز زوجیت بر متعہ واجب باشد اما اتحاد احکام در
اقواع ازواج واجب نیست چنانچہ مستلزم مقاکہ اسست تطبیق اما وارد نشدن
متعین موجب قدر در اس نیز زوجیت نیست چنانچہ زوج ذمیہ و مرتدہ فطرہ و فائدہ و کنیز
میرات نہیں برند پس مابین اینہا زوج نہیے باشد اما مابین شدن متعہ بلاطاق قدی
در زوجیت نیست والا لازم نہیں کہ ملاعنة و مرتدہ و کنیز فروخت شدہ ازاً و ازواج نہ باشد۔

چپ ایشان ہم بلاطاق مابین کے شوند اھم ایاس و لفظہ و مکان نداشتہ، متعہ قدی
نیست والا لازم نہیں کہ ناشدہ و نافرمان شوهر زوجہ باشد جو ایشان ہم لباس و لفظ و
عنان نداشت اما ادھرسیمہ واجب نداشتہ متعہ قریب نیست والا لازم نہیں کہ نداشت
و مرتدہ و فتوہ و ملکہن و لفظہ زوجہ نداشتہ جو ایشان ہم لفظی شد خوب اسراہ اما
لعان و ایسا لا متعہ واقع نشدن قدی و متعہ ہم متعہ قریب نیست زیر اکہ با مرتدہ فطرہ و با مجنونہ و ازو
بیلانے شود زیر اکیسم قسم ایشان نداشتہ متعہ ہم متعہ قریب نیست اور دوام زوجیت اما
لعان در قذف زناز و جھوڑ اصحاب ما واقع می شود زاد طول مدت و اگر واقع شود ہم قدی
شار و چنانچہ لعان بر زوج صغیر و بارہ سوچ نے شود اما اٹھی مسراں پس اوہم نزد اصحاب ما
واقع می شود اما اسکل کا غیر مدخل و یا بسدار در پرداہی باشد یا نقطہ باقی بر صور آئینہ و عت

ما حصل یہ ہے کہ یہ ابیت مکیہ ہے اور ابیت استمتاع مدینہ۔ سو ممکن ہے کہ ابیت مکیہ
اسلام میں مکیہ مخصوص بدر ایم دلکھ میں ہو۔ حال وہ اس کے مقتضیں ایم از واج
میں داخل ہے کیونکہ متعدد ایم کا قسم ہے اور یہ بچھڑو نہیں کہ ہر دو قسمیں کے
احکام متعدد ہوں جس طرح دوضو عسل تیس باہم فرمیں ہیں۔ مگر احکام میں مختلف۔ اور اسکی
وجہ پر ہے کہ اتحاد جنس کو اتحاد انداز اور اتحاد لوازم ضروری نہیں۔ پس مناعی زوجہ
ہے اور داخل آبیت۔ ورنہ لازم آئے گا کہ جس منکوڑ کو جھروڑ کارج کے بعد طلاق دیا ہو
زوجہ نہ ہو۔ یا جس کا حسب قاعدہ شریعت نکار نہ ہو اس نہ وجہ نہ ہو اور داخل آبیت۔
اور یہ جب ضروری الطلاق ہے تو متناسبی پر اطلاق زوجہ بھی واجب ہے۔ مگر انداز
از واج میں اتحاد احکام واجب نہیں۔ کیونکہ اختلاف نوعیت استلزم سفاریت ہے
اور انتحار قوارث زوجیت کے مخایر نہیں۔ دیکھو زمیں اور مرتدہ فطرہ اور قاتل اور
کسیز وارث نہیں ہوتیں تو کیا یہ زوجہ نہیں ہیں۔ اور عدم وجوب لفظ و سکنی بھی قائم
ہیں۔ ورنہ لازم آئے گا کہ نافرمانی منکوڑ بھی زوجہ نہ ہو۔ کیونکہ اس کا نفقہ بھی زوجت پر
واجب نہیں۔ اور عدم وجوب بھی قسم معابر نہیں۔ ورنہ لازم آئے گا کہ ناشرعاً
اور محترمہ اور جنود اور حمالین اور فساد دروجہ نہ ہوں۔ حالانکہ ان کو بھی حق حاصل نہیں۔
اور متعین لعائن اور ایلا رکاذ ہونا بھی مخالفت معاشر نہیں۔ دیکھو مرتدہ فطرہ اور حکوم
ہائی کے ساتھ ایلا نہیں ہوتا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کو حق تقسیم حاصل نہیں۔
پس اگر متعین کو حق تقسیم اور رد و امام زوجیت حاصل نہ ہو تو کیا قباحت ہے۔ اور
لعائن جھوڑ علماء سنت شیعہ کے نزدیک ہوتا ہے یہ شرطیکہ متناسبی طولیں مدت
تک زوج کے عقدیں رہیں ہو۔ اور اگر لعائن نہ ہو تب بھی کوئی خزانی نہیں۔ جب طرح
زوجہ صفیرہ باکرہ کے ساتھ لعائن صحیح نہیں۔ ظہراً بھی ہمارے علماء کے نزدیک متنازع

۱۷۔ پس احق نہ کہا ہے کہ لوانم میں ماتحت انداز اور افراد میں ضروری نہیں۔ ۱۸۔ مدد
۲۵۔ یہ شرط بھی مخالف الطلاق فر۔ اس اور بہائی احکام زوجہ ہے ۱۹۔ مدد

لقد یا شیعی صفوٰ ۲۰۔ اصل احمد ۲۱۔ اولاً فات و عده بعدہ نول دار و بیان شریعے تحریک احمد
مزیداً جلا بیجا بودن معمولات تھی ندار و برا کر قسم نکار جو ایم کا میں اسٹ و دران
زادہ جواہر جائز است لیں گرد و متعین کو قسم ثالی باشد زادہ برچار اگر بدقدحی نہیں۔

پس واقع موقاٹاے عدم وجوب حدیت طلاق بھی زوجیت سے ہیں نکالتا۔ دلکھو
غیر مدخل اور آئش کے لئے حدیت نہیں۔ اُرچ منکو حرم کا حداہم ہو۔ اور حدیت وفا
حدیت بعد دخل واجب ہے جس کو ہم آنے کے ذکر کریں گے رُگرا کے ہی آپ نے
کوئی دلیل نہیں بیان کی تھیں اس کی لفظی کو ہماری طرف منسوب کر کے بطوراً منسوب
او منتعہ کے ازدواج میں نہ داخل ہونے پر استدلال کرنا عالمی سے او منتعہات
کی عدم تجدید بھی منافی زوجیت نہیں کیونکہ ملک ہیں باوجود یہ کا حداہم کا قسم ہے
چھ اس میں تحریر نہیں۔ پس اگر اس کے دوسرے قیم یعنی منتهیں تحدید نہ ہو تو
کیا عجب ہے۔

صاحب برہان کے یہ سارے براہیں ہیں۔ اس میں شبہ نہیں کہ آپ نے ایسا
نقض میں بہت طول دیا ہے مگر یا انکل لاٹاٹل کا سُبْتِهِ اَنْشَاءُ اللَّهُ اَنْعَامَ لِمَحْوِيهِ
وَقُوَّتِهِ

نالہ بلل شیدا تو سنہ اس ہے کہ اب چکر تھام کے بیچھو میری باری آئی

ایراداً اول کا جواب یہ ہے کہ جب یہ امر مسلم ہے کہ یہ آیت دسوہ مومنوں (۱)
نقی منتعہ قطعی الدلالت ہے۔ تو اس کا معارض بھی قطعی ہونا چاہتے۔ اور آیتہ استماع
قلع اظر اس کے کوہ مغایہ مطلب شیعائی نہیں مختلف فیسے اور حلست منتعہ میں
ظنی۔ اور ظنی الدلالت کا معارض نہیں ہو سکتی۔ اور الی اجل کی قیاد قرآن
مجید سے تو ثابت نہیں اور روایات غیرہ کا ضمیمہ ملانا کلام الشدیر پر تحریف کا دھبہ لگانا
ہے۔ نعمۃ اللہ من ذلک۔

اور جب آیتہ فَإِنَّكُمْ مَا طَابَ لِقِيَّاً مُدْفَنٌ ہے اور وہ بطوراً منتعہ برداں ہے
کما افرز تو آیتہ استماع کو ناسخ فرار دینا بعید از فہم ہے۔ بلکہ یہ کہنا اقرب الی الفہم ہے
کہ اندزاد بھی منتعہ من نوع سخا اور انتہاءً بھی من نوع ہٹوا۔ درمیانی اوقات میں بھی کسی جائز
لیا گیا پس الی آیتہ استماع کا وہی مطلب ہے جیسا کہ شیعوں نے سمجھا ہے حالانکہ وہ
بانکل غلط و منافی سیاق آیت ہے۔ کیونکہ سابق میں منکو حرم کا ذکر ہے۔ تو ضمیر ہے
کا مرجع بھی وہی ہوگی۔ تو یہ درمیانی حکم بھی منسوخ ہے۔

نیز آپ نے آئیتہ کریمہ الاعلی از واجہہ کے نازل فی المکہ ہونے پر کوئی دلیل پیش
نہیں کی۔ غالباً آپ دسوہ مومنوں کے تکمیل کے ہے جانے سے مشہد پڑا ہے۔ مگر آپ کو اپنے

علمائے کے افادات کی بھی خبر ہوئی تو شاید یہ علظیمی واقع نہ ہوتی۔ معاہدہ مذکورہ فائدہ بلا بیس لختے ہیں:-

اماوجہ ثالث پس جوابش این کہ ترتیب خانی موافق نزول قرآن نیست چنانکہ مدینہ در سورہ مکہ و بالعكس واقع شدہ است پس آنچہ افادہ ای مروءہ اندر مذکور فائدہ باشد۔ بالجملہ اگر یا حکم بھی و مدنی بودن سورہ ہادیات علی عصب مار گوئی نہ دیں اغراض بر مال از مرے آمد و اذلیں فلیں ॥

پس پہلے آپ کو اس آیت کا مزول فی المآثمت کرنا چاہئے اُس کے بعد استدلال یا استدلال کا ابطال فرمائیے وافی تک۔

بھرا کیاں دلیل آپ نے بیٹھ کی کہ منع اور داعم باہم قسم ہیں، مگر یہ تک مطلق نزوح کا مقسم اور اُس کا مامور ہو نہ شاید اس کے اقسام کا مامور ہو ما ثابت نہیں ہو سکتا۔ ورنہ نکاح بالحرمات بھی اُس کا ایک ورث شروع ہو گا۔ اور یا غیر لغت کے نزوح کا عامہ ہونا ضید مطلب نہیں۔ ورنہ ناجائز تعلق کا بھی یا میر ہو نہیں کرنا ہو گا۔ وہو مکاتری اور جب تسلیم لغوی شرعاً الیسار ہے تو تسلیم لغوی عقلی پر احکام شرعی کو مرلو طریقہ نہیں علظیم ہو کارغرض منع کو زوال لغوی ہیں شامل ہوئے گی وہ سے شرعی زوجہ کہنا بدینظر البطلان ہے کما الا لخیف۔ اگر لفظ زوجہ عام اور نکاحی و متناعی دونوں کو شامل تھا۔ تو صاحب بربان نے یہ کیسے فرمایا کہ حکم ہے ابتدائے اسلام میں منع شروع نہ ہوا ہو۔

اب تقص کی کیفیت سننے بالہست کے استدلال کا حاصل یہ ہے کہ جب مقرر عند العقول ہے کہ الشیعی اذا ثبت ثبت بلوانہ ہے اور ثوارث ثبوت ثب ثدت وغیره شرعاً وجوہ کے احکام سے ہیں تو جہاں علاقہ زوجیت کا تحقیق ہو کما حقوق زوجیت بھی اُس کے ساتھ متعلق ہو جائے۔ اور عدم تحقق لوازم عدم تحقق ملزم کی دلیل ہو گی۔ اور متناعی کرچی بعث لغوی اُس پر زوجیت کا اطلاق ہو مگر وہ شرعاً وجوہ نہیں۔ ورنہ لوازم واحکام زوجیت اُس کے لئے ضرور ثابت ہوتے وادیں فلیں۔ یوں تعریقی داشتہ بھی لغوی زوجہ ہے بلکہ متناعی سے بدرجہ باہتر

لئے پکڑ ملغا صاحب مجتبی نے تو اپنے قادی مندرجہ اخبار امامیہ لعنوں میں داشتہ سے جو ولازن ہوئے اس کا میراث ناک لادیا ہے ۱۲

کیونکہ متعدد کے صلب مقدمہ ارادہ افراق داخل ہے اور داشتہ عورت کے معاشر میں یہ بخوبی نہیں ہوتا۔ اب اگر اُس کو دیکھتے ہیں کہ زوج کے مفہوم میں اجتماع و انسانی ہے۔ اور متعدد کے مفہوم میں افراق۔ تو باعتبار ایغاثت بھی متنازعی پر زوج کا الملاعنة صحیح نہیں معلوم ہوتا۔ اور زوج اور متنازعی دو مفہوم تباہی معلوم ہوتے ہیں۔ اور جب یہ بات ثابت ہو کئی کہ متنازعی پر زوج کا اطلاق صحیح نہیں۔ تو زوج کو مفہوم شیرک دایم و مقطوع ہیں اُس کی قسم صحیح نہ ہوگی۔ اور اگر تزوج کو عام و کام منطبق فراہم ہیں تو کیا کوئی کلی شخصی فرض و اصل نہیں ہوئی۔ دیکھو مفہوم واجب الوجوب کی ہے۔ مکفر داداحد میں منحصر اسی طرح ممکن ہے کہ زوجیت بیشتر زن و شوہی مفہوم کلی ہو اور فرد واحد بیش نکاح یا زوج دامن میں منحصر۔

اور جذبِ قضیٰ صاحب برہان نہیں کئے ہیں۔ مثلاً قابلہ یا مرتدہ کا وارث نہ رکھتا۔ ناسٹہ کو غفرانہ مسماۃ عمریو پارہ کے سامنہ ہی ان نہ ہوتا۔ یا تو اس کا مبنی فیصلہ کم ہی ہے۔ باحق پوشی۔ دیکھو گفتلو تو لو ازم و نوجہات نکاح ہیں ہے۔ مائن لوار کم موافعہ ہیں۔ اگر لازم شے بوجوستہ فاسدہ مزادوم سے منفک ہو جائے تو یہ کہ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ یہ دونوں لازم ملزومنہیں ہیں۔ لازم من جیش ہو ہو اور عدم حقن لازم المدانہ میں یوں بعید ہے۔

اب نکاح یا تزوج شرعی کو نفقہ لازم ہے۔ لبٹہ طکر کوئی اصرخارجی مانع نہ ہے۔ اگر بوجوستہ موانع مثل قتل و ارتاد و نشور انتفاع لوازم ہو گیا تو اُس کے لازم من جیش اسہ لازم ہونے میں ہرگز کوئی فرق نہ آئے گا۔ آدمی کتو پالنا ہے اور شرعاً عقلاءً و فاقونا اُس کی لگہہ اشت۔ اُس کا کھانا پینا ملنے والے کے ذمہ وابب ہوتا ہے بھاری متنازعی ایسی کوئی لذتی چیزی کہ اس کا کھانا اپنے اپنی متنازع کرنے والوں کے ذمہ غایب نہیں ہوتا۔ یہ فقط اپنا کام نکالنے کے مالک ٹھیک ہے اور بس دوسرے عاقلی حضرت مجتبی سے یہ ہوتی کہ لوازم سے لی آسی کوئی نیز نہ ہوتا۔ یہ ذمکھے کے عدم توارث و سوراً لفظ و غیرہ لوازم نکاح ہیں۔ یا لو اشت قتل و ارتاد نشور احکام نکاح۔ احکام موالع میں ایسی فقہ نظر سے اس لئے آپ نے ایک کے لازم کو دسویے کے لوازم سے غلط نہیں دینا۔ اور بھی ابراد لفظ ترمیات سخن شناس سے اور اخطاء بیان است۔

اس سفیرہ پاکہ میں لعنان کا نہ ہونا آپ نے میش غرباً۔ اند نہ سمجھ کہ لعنان کی

حقیقت کیا ہے۔ لعان کی حقیقت یہ ہے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی پر زنا کا درج کیا، اور لوگوں کو فہمیں۔ عورت بھی زنا سے منکر۔ ادھر زوج کو بوج الفدام شاہدِ حدث قذف کا خوف۔ اور اس فرم کے واقعہ کا پیش آنابھی ممکن۔ پھر باوجود فقدانِ شہادت اگر مرد کا دعویٰ ہے کہ پیا جائے تو عورت حدا تاہم رحیم ہو کر بیان سے جھاتی ہے اور اگر عورت کے انکار کو حاکم سمجھے۔ تو مرد کو حکم تھت کے اسی کوڑے لکتے ہیں۔ بغرض دونوں کی جانِ خطہ میں ہے۔ اور بلا دلیل کسی ایک کے موافق حکم صادر کرنا بھی صراحتی سماں ہے۔ تو ایسی سہم اور خدوش حالت میں شریعت نے یہ صورت میں کفر لپیٹنے کو عصبِ الہی سے ڈرایا جائے۔ اس طرح کہ یہی مرد چار مرتبہ اپنی چاتی کی غہوارت دے اس کے بعد پانچوں دفعہ کے کہ اگر وہ بھوٹا ہو تو اس پر مدد کی لعنت۔ اسی طرح عورت چار مرتبہ کہے کہ اس کا شوہر بھوٹا ہے۔ پانچوں مرتبہ کہے کہ الگو سچا ہو تو مجھ پر خدا کی لعنت۔ (نَعْزُ ذَبَالَةَ مَنْ حَضَتِ اللَّهُ الْأَمْرَمَا نِي لَكُوْنِيْكَتْ سَنَتْ فَاعْدَنِي يَا إِلَهِ حَمْدُ الرَّاحِمِينَ وَالْأَكْرَمِينَ أَمْ بَنْ) اگر کیا ت نے خنکب خداوندی سے ڈر کر جرم کا اذار کو لیا تو جرم کی سزا اور دستے میں برآلات ہوکی۔ اور اگر دونوں نتیسم کھالی حالانگر ایک ضرور اپنے دعویٰ میں کاذب ہے۔ تو اب بھونتے دعویٰ کی بھی سزا ہے کہ دونوں میں تقریق کر دی جاوے اور وہ پھر بھی ساختہ ہو سکیں مجلسی رسالہ فقیہیں لکھتے ہیں:-

ہر کر لعان کلدر زوج خود را حرام شود براو حرست دامتی ۶

اس میں شہبہیں کو تحقیق بخی اور اضافات کا یہیہت اچھا فریج ہے اس سے پڑھ کر ہرگز کوئی ذریعہ اضافات کا نہیں۔ اور تقریق بھی عین اضافات ہے۔ آخر حفظ امن و نظم عالم و سدیاب مفاسد کے لئے حرم کی کوتی دنیوی سزا بھی ہوئی جاہے۔

اس نے کیا معنے کہ ایسا بھاری جرم بھی کہیں کہ کسی پاک امن کو اپسے فاحدہ کی تھت لکھائی ہوئے یا محورت ایسے فاضہ کی ضریب ہوا اور دونوں اسی فاضم کی سزا نہ جلتیں اور پھر ایک دوسرے سے راضی ہو کر بدل جائیں۔ اب اس جرم کی بھی سزا بھی دو نوں میں تقریق ہو گیا چلوچھی ہوئی۔ اور صغیرہ باگہ کی حالت ہیں اوسکی راستت بازی و پاکداہی کی میں شہادت ہے۔ اب لعان یا کسی دوسرے تبریرے کے لئے کہ کہا جائے ہے کہ اسے اور جب صغیرہ کا حصہ تھیں ہو گیا تو شویر کا افتراء نہ اس نے کیا اب اس کو حصر نہیں تھا۔ اور لعان نہ ہوگا۔ زد و نوں میں تقریبی کی جاوے لی جussahim الحق

وَذَهَقَ الْبَاطِلُ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى ذَلِكَ -

اب مانقصیل ہر یک کا جواب یجھے۔ صاحب بربان کا یہ ارشاد یہ کچھ ضرور نہیں کہ ڈوقسم کے احکام متعدد ہوں۔ جس طرح وضو غسل تہیم باہم قسم ہیں۔ مگر احکام میں مختلف ما در اس کی وجہ یہ ہے کہ استخاد جنس کو استخاد اوزاع و استخاد لوازم ضروری نہیں ڈانسی شعر کے حسب حال ہے ۵

کہہ رہا ہوں جنوں میں کیا کیا کچھ +
کچھ سمجھے خدا کرے تو فی +

جب یہ امر مسلم خذ العقل اہے کہ انواع کی حقیقت باہم متباین ہوتی ہے جس طرح انسان فرس وغیرہ حفاظ متباین ہیں اور بوجہ متباین فی الحقیقت ہر یک کے احکام میں بھی ضرور متباین ہو گا۔ اور متباین یعنی اختیناً ایک دوسرے کا قائم مقام نہیں ہو سکتے انسان اور فرس کے احکام اولو ازام ایک نہیں ہو سکتے حالانکہ یہ وضو تہیم، ایک دوسرے کا بدل واقع ہوتے ہیں۔ پس تائید ہو گیا کہ اگر مطہر طہارت کو جنس مانا جائے اور وضو تہیم، غسل کو اس کے انواع۔ اور افعال ملکھیں ہر یک کے افراد سمجھے جائیں تو بوجہ اختلاف حقیقت ایک نوع دوسرے نوع کا بدل نہیں ہو سکتا۔ دوم یہ کہ متنہ کو وضو وغیرہ پر قیاس کرنا قیاس مع الغارق ہے۔ پہلے نکاح شرعی کی قسم دایم اور منقطع میں فرماتی ہوتی۔ اس کے بعد اختلاف اولازم کو بیش فرماتے۔ والذ میں قیس۔ ابن عباس منعہ کی نسبت بالتصویر فرماتے ہیں لا نکاح۔ لہیں انواع یا افراد سے لفظ جنس ضمیح ہے۔

اس کے بعد فرماتے ہیں۔ پس متعاری زوجہ داخل آئت ہے۔ ورنہ لازم آئیگا کہ جس منکوحہ کو مجرم نکاح کے بعد طلاق دیا ہو زوجہ نہ ہو۔ باہم کا نکاح حسب قاعدہ

۱۷ نا ایسا سے مطلب یہ ہو گا کہ طلاق بلا خلوت صحیح کی صورت نہیں عدت لازم ہوتی نہ تو ارث ہوتا۔ تو بیہامور لوازم نکاح نہیں ہیں۔ مگر عدم تو ارث تو موجودہ صورت میں برداشت افادام عدت ہے۔ جس طرح بعد ان عذت کے عدت تو ارث نہیں ہوتا بمحورت عدم وحوب عذت بھی تو ارث نہیں ہو سکا کیونکہ بور عدم وحوب عدت باہم کوئی اولیٰ میں مطہر طہارت کی عذت مانقصیل آئندہ بیان کی ائمہ سے العتستو طہارہ مہر کی وجہ ہے۔ کہ مہر عذت ملک بخت ہے اور صورت طلاق بخل خلوت عورت کی طرف سے تقویض تشقق نہیں ہوتی ما در بدل فیض وحوب اولیٰ معاونہ محض ہے مخفی ہے۔ علاوہ اس کے لفظ وحوب لازم نکاح ہے تو وحوب اول۔ وحوب اولازم خلوت ہے البتر احریلہ للنکاح منع واجب ہوتا ہے۔ فتدیر مدنہ غفران اللہ ہذا۔

شر عینہ ہوا ہو زوجہ و داخل آبئہ ہوا۔ مگر سپری سمجھ میں نہ یہ تقریع آئی اور نہ یہ تکارم آیا
یہ عجیب پیشستان ہے۔ شنايدناظرین اس کام کوئی مطلب سمجھیں۔ یا عملاء کے شیعہ اس کی
مزید توضیح و تقریر فرا رسکیں۔

علاوه اس کے اگر متعالی مفہوم زوجہ میں داخل اور آیت کریمہ میں شامل ہے۔
تو پہلے حضرت مجتبی نے کہے فرمایا اخلاقاً ”ممکن ہے کہ اس آیت میں تزوج کا مقصود
سکلاج دا کم ہونا شاید حضرات شیعہ یہ کہیں کہ وہ جواب علی سبیل التشریف تھا اور
یقینی۔

مگر حب پر دیکھا جانا میہ کہ متعہ مثل اور عنو و جاہلیت کے مقابلہ در شریعت مطہرہ
نے بجز نکاح داعی کے نتائجی عفو و جاہلیت کو باطل کر دیا اور مجتبی صاحب نے بھی ابتداء
اسلام میں تزوج کو منحصر کا دایم فرمایا۔ اگرچہ بالامکان ہی نہیں تو ان سے بات
بخوبی ثابت ہوئی کہ متعہ بھی ابتداء کے اسلام میں بالمل ہو چکا ہے۔ مگر اسجا نا بعض وقتی
مصالح و ضرورتوں کی وجہ سے جس کی طرف فی الجماد اشارہ کی گیا ہے۔ برائے چند
اجازت دی کئی۔ لان الضروری یعنی قدر یعنی ضرورۃ۔ پھر ارتفاع ضرورت کے
بعد یہ حرام کر دیا گیا۔ یا یوں کہے کہ اس کی حرمت اصلی عودہ کر آئی۔ جناب خدا کی موئیہ
بھی وہ روایات ہیں جن میں رخصت بقید ایام ہے۔ مثلاً رخص نشا مگر خرم و احتیاط
شارع علیہ اسلام کو خیال کیجیے کہ کچھ رخصت تقیدی کامفہوم بھی وہی تحریم یہ ہے
الوقت تھی مگر آپ نے اس پر اتفاقاً فرمایا اور باہتمام تمام ممانعت فرمائی جناب خدا
حدیث میں ہے ظہری عنہ۔

اب اگر اس لذشتہ روایت کو خیال کیجیے جس میں فرمایا گیا ہے کہ خدا تعالیٰ
نے شراب کو حرام فرمایا اور اس کی پہلی میں ہمارے شیعوں کو نعمت مدد گہرہ فراز
کیا و کاش کر تھے کے ساتھ شرب بھی شیعان پاک کے لئے حال کر دی جاتی تب
متعہ کا انتہہ مرو اور لطفت ہے۔ تو یقیناً سبیم کی پاپڑے گاہ اجازت منع بعد حرمت
خوبی۔ اور تحریم غیر بالحقائق دینہ میں ہوئی تک پس متعالی کسی طرح آیات کیہے میں
داخل نہیں ہو سکتی۔

پھر فرماتے ہیں۔ ”او حب پر ضروری البخل ہے تو ساتھی باتفاق زوجہ بھی
واجب ہے اگر بھی عجیب نہ ہے اور میری مذہب سے خالص۔ پہلے ملزم تو فرمایا ہو
اس کے بعد وجوب باتفاق کا دعویٰ منسوب تھا۔

پھر فرمائے ہیں اُن تفاصیل نے وارث زوجت کے معاشر نہیں۔ دیکھو ذمیہ اور مرتد
فطرے اور قاتل اور کشیدہ وارث نہیں ہوتیں تو کیا یہ زوجت نہیں ہیں یہ مرتدہ وفاکہ کا جو
سابھا لگدی رہتا۔ مگر ذمیہ کا عدم نوارث کچھ سمجھتی ہیں نہ آیا۔ کیا ایسی ذمہ کی پوچھی دارث
نہیں ہوتیں اور حب وہ اپنے مدھب میں مطلق العذاب ہوتے ہیں تو اُران کے مدھب
ہیں تو اُران نہیں تو ہم پر کیا الزام ہے۔ بلکہ سالہ فقة کے موافع اُران میں مجلسی لکھتے ہیں
وکھاراں ہم بیگار اُران کے اختلافے دردین داشتہ باشد یہ نیز لکھتے ہیں:-

مرتد فطری را باید در حال کشمت و رُش عدت وفات گیر کر چارہ و دوہ روڑتے

از وقت مرتد شدات فرمات کند میراث او میان ورث و تواریخ ایحکام ازو ساقط

نمی شود و اگر زن مرتد شود جبکہ شکستہ در اوقافت نمازہ برلنڈا انک تو پر کند اگرچہ مرتد

فطری باشد و میراث مرتد اُران وارث سلام اس است ۶۴

اور مرتد کے دارث نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ نفس اپنے ارادے نکاح فتح ہو گی۔

اوہ حب علاقہ زوجت باقی نہ رہا تو بعد از وفات شوہروہ وارث کیوں کر ہو سکتی ہیں
کیونکہ اس وقت وہ یقیناً زوجہ نہیں ہے۔

اور ملک بیین کو قسم نکاح اور مملوک کو زوجہ کہنا تو محب العاب ہے۔ اگر
ملوک کو لفظ زوجت نہ خدا تعالیٰ کو کیا ضرورت پڑائی تھی کہ اُن ماملکت ایمانہ
بڑھایا۔ پاک شیعوں کے شاعر بن نجیب شیعوں کہمئے اپنی بیویوں کے ساتھ
لو اُنہاتھک جائز کر دیا ہے تو یہ توجیہ کر سکتے ہیں کہ ماملکت ایمانہ سے
غلامان مملوک مراد ہیں کَمُؤْذِنًا لِكُلِّهِ مِنَ الْجُنُبِ وَالْجَنَابَتِ -

اب عن الدشیعہ لواطت بالازواج کی دلیل سختے صاحب متنی الکلام
رحمۃ اللہ علیہ فرمائے ہیں :-

و از غائب و غائب اُنکو بعضی از اصحاب کبار سجنست آنچنانہ رسانیدند کہ
یکے از جواری بکر مراٹے خواہ و از پدر و مادر خود بوسیعہ میدارد فرمود ہرچچ
خواہی بکن و کونش بزن مگر از موضع فرجش پر حذر باش (دیکھو قلب موضع)
و بحق عارثوں اہل اور احجزاش (لغوڈ باللہ من الحبیب والحبیبات) کو لو اُنہاتھے تو عار
نہ ہو اور ولی فی الفرج موجب شکن شہیرے۔ اللہ رے غیرت) واہیں کتاب
استبسار و کتب دیگر از تصنیف امامیہ بردایات، قطبیہ و لفوس لغینہ دلالت
بران دار دکلو طبت بازان خویش برو است و آئہ نہیں بے بر جانت آن از ایات

فِتْرَانِ اسْتِدَالِ مَعَ كَمْنَدٍ^{۱۰}
مُخْتَصِّرُ النَّافِعُ بِيْنَ الْوَالِقَاسِمِ عَلَىِ الْكُفْتَهِ مِنْ الْثَّانِيَةِ الْوَطْهِ فِي الدِّرْبِ فِيهِ
 سَرَاوِيْتَانِ اشْهُرُهَا الْجَوَازُ عَلَىِ كَرَاهَةِ ثَالِثِ كَرَاهَةٍ تَحْتَهُ بَحْرِي خِلَافُ رِوَايَتِ عِلُومِ
 هُونِيْتَهُ - جَهَانِ يَهِ اندِھِيْرِسِے وہاں ایک مُتَعَرِّفٌ کیا ہے اور مُتَعَجِّبٌ قَبْلِ الزَّانِ نہیں۔ مگر
 مُسْتَدِلُ کو بھی ماننا پڑے تاکہ جب طرح مرد کے لئے غلام ملوك جائز ہو گیا عوْتَرَتَهُ -
 مالکہ کو بھی اپنے غلام ملوك سَمَبَاشِرَتَ جائز ہے وہو اکْمَاتِرَتَهُ -
 اگر جنوز کو حق قسم نہیں ہے تو اس کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ قسم کا مدار ایذا پر ہے
 جنوز کو کسی کے کرنے نہ آئے کی پرواہی کیا ہوئی ہے۔ بلکہ زوج کو خود جنوز سے
 احتمال ایذا ہے۔

اوْرَحَالَضْ وَنَفْسَارُ حَقَ شَبَّ بَاشِيْ حَمَلَ نَهْوَنَهُ کَيْ كُوْنِي دِيلِ بِيَانِ فَرَانِي
 هُونِيْتَهُ - بُولَ بُنْکِي ہانکِنَے سے کیا قائدہ اور اگر نہ ہوتا ہم جونکہ اُس کو بیتوتت سے کوئی
 حَمَلَ نَهِيْنَ اس لَئِه شَادِيَنَهُ ہو۔ مگر مجلسی رسالہ فَتَهِ مِنْ الْكُفْتَهِ مِنْ -

وَإِذَا قَمْ حَلَّ أَسْتَ بِرَزَوجَ خَواهَ آزَادَ باشَ يَا بَنَدَه مُسْلِمَانَ باشَدِيَا كَا فَسَرَ
 عَاقِلَ باشَدِيَا مُجْنَوْنَ خَضِيَ باشَدِيَا عَيْنِيْنَ يَا سِيمَ باشَدِيَا وَلِيَ وَمُجْنَوْنَ شَبَّ
 اوْرَابِزَنَانَ بَگَرَدَانَ وَاجِبَ اسْتَ ازِبرَلَے زِيَكَرَ بَعْقَدَ وَامَ باشَدِيَا اگْرِچَنَتَهُ
 باشَدِيَا حَارَضَ يَا فَسَارَ بَارِتَقا بِيَضَنَهُ درِمَشَنَ گُوشَتَ يَا سِخَوانَ رَسَتَهُ كَمَالَعَوْنَى
 اسْتَ يَا حَرَامَ كَرْفَتَهُ باشَدِيَا مَرَدَ بَا اوَيلَرَ يَا طَهَارَ كَرَدَه باشَدِيَا زِبرَلَے اُنْكَرَ مَرَادَ اُنْسَ
 اسْتَ وَهَجْنَوَابِي نَهْوَنَهُ وَجَمَاعَ خَواهَ اُنْكَرَ زَنَ آزَادَ باشَدِيَا کَيْنِيْسَ مُسْلِمَانَ يَا كَافِرَ
 لَتَابِي - وَقَسِمَتَ لَيْزَهُ رَلَكَه - بَعْقَدَ باشَدِيَا اَرْجَهَ زَوَهَهُ فَرِزَنَدَه اُورَدَه
 باشَدِيَا - وَهَجْنَسِينَ زَنَ مُتَعَرِّفَ وَكَوْدَكَ دَدِيَوَانَهُ زِيَكَرَ فَرَمَانَدَه اُرَى
 فَرَمَانَدَه اُرَشَنَدَه

۱۰ مگر یہ بھی بقا عادہ شیعیان غلط ہے۔ کیونکہ جب لو اٹت یا اوْلَهی فِي الدِّرْبِ کا بھی اُن کو حقِ حَلَّ
 ہے تو خض و نفاس سے زوجین کا کیا ہر جم و نقصان ہوتا۔ حاليض و نفسا رکے ساختہ اگر وطنی
 فِي الْقَبْلِ فِي مَا لَعَتْ ہے تو فِي الدِّرْبِ تو مَنْتَوْعَ نہیں۔ اُن کی شیبوت پیرستی کی راہ کسی طرح
 سر و دنہیں ہوئی۔ ازین چسے بہتر چنانچہ علمائے شیعہ بھی تصریح فرمائے ہیں۔ وہ کب ایسے
 موقعاً ہیں جو کئے والے ہیں۔ فِي السَّبَابِيْتِ الْأَعْلَى - وَيَحْرِمُ وَطَنِ الْعَالَضِ قَبْلَ حَنْتِ تَلَهْرَ وَلَذَا النَّفَسَارَ^{۱۱} ذرہ
 قبلًا کی قید کو خیال کیجئے۔ استغفار اللہ۔ احمد حفظہ اللہ لہ۔

تبلیغی کتابیں!

حقیقت تثیح :- مؤلفہ قطبی شاہ صاحب نے ہب
شیخ کے سرپرست رازوں کا اکٹھا ف نی سینکڑہ
پانچ روپے ف نی خواہ ایک آنہ امر بیویت
رکھات ترا ویخ بیس رکھات تراویں ۲۴
قرآن، حدیث، اثار، اجماع امت سے ف نی سینکڑہ
ایک روپیہ - عہ۔

ہدایات القرآن بر عیا یوں کے مدد رسالہ
حقیقی قرآن کا لیج رہ۔ نیز اسی رسالہ کے ذریعہ بیویت
کے معاملات بھی دو رہ سکتے ہیں جیسا کہ لاکھوں گی
تعادوں میں خطاں جیسی کوہ سال نفت تعمیر کرنے ہیں انہا
ہدایات القرآن کی ویجع اشاعت نہائیت ضروری ہے
قیمت فی سینکڑہ سات روپیے ف نی خواہ میں آنہ۔
سو یارے بیہرزا، وزلضھ حاجی حکیم ڈاکٹر جوہر
صاحب۔ اس رسالہ میں یہی دلائل اور مزدرا صاحب کی
تحیرات سے ثابت کیا گیا ہے کہ مزدرا علامہ محمد زیدی
نہ بھی تھے نہ سیع نہ مجدد تھے اور نہ ہی عطاء بلکہ
حرف المخولیا کے مریض تھے۔ ان کے الہامات اور
وہاری محسن مزن المخولیا کے باعث تھے۔ پرسالہ
اب وبارہ نئے اضافہ کے بلیں ہوتے ہیں جیسیں یہ فوائل
مولف فی بیہریوں کی بعض تجویں کا ذذان شکن جواب
دیا ہے۔ قیمت ۵

سیف الدلیل۔ اس کتاب میں مولانا ابو الفضل
دیوبی نے مسئلہ خلافت پر حرکۃ الارجح کر کے
خلفاء شلیلہ رسولان اور عالم اجمعین کی خلافت حقہ
قرآن مجید کی آیات سے ثابت کی ہے۔ اس کتاب میں فیضین
بدری اور تغمیزہ داری مورا ائمہ نسبت شیعہ کے رسائل بھی
شایع کے نتھے ہیں۔ علامہ اصفہانی مجتہد مشیحہ نہیہ فتویٰ
دربارہ عدم تجاوز بدریات محمد بن علیؑ شیعہ کیا گیا ہے۔

قیمت آنہ آنہ ۸
تحقیقہ بیہرزا ائمہ: یعنی جو شریعت اللہ سلام کے دس سال ۳۳۷
کا ڈیشن جو قادیانی بہر کے نام سے موسوم ہوا تھا۔
اس میں نہائیت عمدہ مضامین قادیانیوں کے رویں درج
ہوئے ہیں۔ قیمت چار آنہ

شکریک فاویان: مؤلفہ جناب سید جی صاحب
مالک اخبار سیاست لاهور۔ قادیانی کے عقاید پر
مکمل تبصرہ اور دلیل۔ قیمت ایک روپیہ ربعہ،
حرمت قیمتی داری کے تعلق شیعہ علماء و
مجتہدین کے فتاویٰ فی سینکڑہ دو روپیے ربعہ،
علیمی جواہر۔ گذشتہ چار پانچ سال کے رسائل شریعت اللہ سلام
کے کچھ پرچے موجود ہیں۔ پرسائل بہت جلد نایا پہنچ
چاہیں گے۔ اور کبھی قیمت پر نہیں کیسی کے۔ شائعین ہائی
قیمت پر دو آنہ فی روپیہ کے حباب سنگوں سکتے ہیں ۶

فہمنے کا: رہیم ستر الہ سلام بھیری سرپریز

بہلیقی کتاب

کشف التلہیش حصہ اول : مؤلفہ سید
وایسٹ حمید شاہ صاحب دیوری یہ کتاب اسلام
کے ساتھ طبع ہو چکی ہے۔ اسکی خذکا پیاں زائی طبع
کرائی گئی ہیں۔ شائعین عجلی طلب کریں۔

شیعوں کا رسالہ نور ایمان "کئی ذمہ طبع ہو چکا ہے جو
کتاب کے ذریعہ شیعوں کے نور ایمان یا علم کفر کی حقیقت فرض
کی گئی ہے ان کے اعتراض کے جوابات نہایت ممتاز
شائی ہو دیئے گئے ہیں قیمت چار آنہ دامز

تازیۃ عمرت

رویدا و مفت نامت قادیانی

ہب کتاب میں ان فوجداری مقدمات گورکاپور کی صحیح
درج ہے جن پر میرزا قادیانی دوسال تک صدر دان
رہ کر سات سو روپیہ جوانہ بیانہ مہ ماہ قید کے سزا یا ب
ہر سوئے سوئے مان والات کی تفصیل دسی کتاب جو دن
مقدمہ کے وقوع میں آتے ہے مرا صاحب کا اجلاس
عدالت میں فرش کھا کر گئی گھنٹوں پاؤں پر کھڑا رہنا۔
پیاس سے جان بیب ہو کر پانی مانگنا اور پانی نہ لانا تو یہ
ونیوں حالات قابلیت ہیں۔ مرا صاحب اور ان کے کہیں

عدالت مولوی نور الدین عبدالحکیم کے طبق بیانات میں ذکر
جیا ہیں بیوت علافت کی قسمی کھونے کیلئے کافی ہیں کتابت
طباعت دیدہ زیب ایشیل آٹھ پر نیکین قیمت ۵۰ آیکروپیہ

سلاہم دیسرٹ پنجاب

اولیٰ بیت : شوالہ شیرہ لام مولانا فضل دیبار۔
اس کتاب تیز دیوب شیعہ کی حقیقت کاں طور پر واضح گئی
ہے شیعوں کے جملہ مطاعن شیعوں کی فتوت کے گھنادنے سائل
شیعوں کے اصول و فرعیں۔ ہلستہ کی صداقت پر قائم
حیث۔ اقوال آئندہ سادات رکتب شیعہ کے والات) پر
زبردست دوبلیں بیان کئے گئے ہیں۔ اس کتاب کی موجودگی
شیعہ کے مقابلیں زبردست حبہ کا کام دیتی ہے مجتہدین
شیعہ اسلوب کے جواب سے حاج گچے ہیں شیعہ کے جملہ
اعترافات دنیا کی بجا دیئے گئے قیمت تمن رویے
برق آسمانی پر خون قادیانی پر یہ کتابتے
جن کا انتظار کرنے کرتے شائعین تھاں کیتھے الجلد
کہ پیرین سے اُڑستہ ہو کر اس کا اول حصہ شائعین کے
ہاتھوں ہیں جلد ہا ہے سوچا نہ ہو کہ صاحب بجھی کی یہ
محکمة الاراثاتیف میرا تویں کا ناطقہ بند کرد گئی شائعین
بہت جلد طلب کریں ورنہ ایڈیشن ثانی کا انتظار کرنا
ویکی قیمت (لائٹ کے برابر) صرف ۸
دن مذکورہ مشايخ بجھیہ پنجاب کے مشہور و معروف ناموں
علی خاذلان کے تاریخی مستند حالات حضرت مولانا محمد
قصیر الدین صاحب ہدید رحمۃ اللہ علیہ کے سوائیں حیات

صلوات علیہ کریمہ کے خواہندہ حضرات اس سارہ کو قبیحیت
چار آنہ دامز طلب فرمائتے ہیں۔ شمشیر ایڈیشن
پڑھنے کا پتہ۔

ما تھام طاہریت مکبی ایڈیشن پر نہ سو بلکہ کرک پریں مرگ دھا سے چھپ کر فرقہ شیعہ اسلام پر ہر دنچاپے شیعہ ہوا